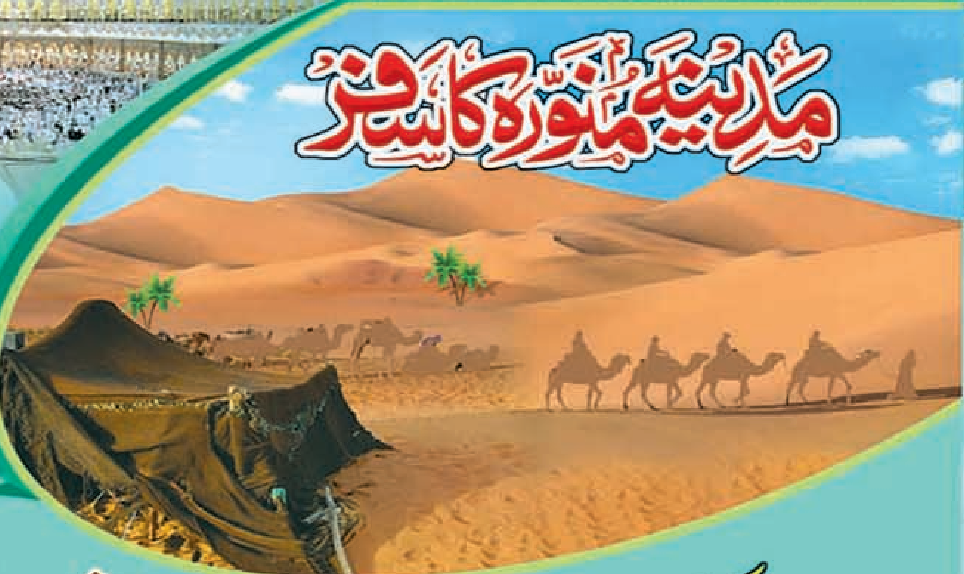
مجلہ
ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان

جلد10 | نومبر 2009ء | ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ | شمارہ2

لَبَّیکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ ۰ لَبَّیکَ ۰ لَاشَرِیکَ لَکَ لَبَّیکَ ۰



مدینۂ منورہ کا سفر



فضائل و مسائلِ حج

حضرت غزالئ زماں کا منفرد طرزِ استدلال

جدید سائنس قرآن حکیم کی مرہونِ منت ہے



فتنۂ قادیانیت کے خلاف مملکتِ خداداد پاکستان کا تاریخ ساز فیصلہ



اداریہ

امریکی عزائم.... اور اپنوں کی غفلت

نعت شریف

مصطفےٰ کا مزار طیبہ میں ☆ عاشقوں کا قرار طیبہ میں
زندگی کی بہار طیبہ میں ☆ ہے سکون و قرار طیبہ میں
ہم کہ ٹھکرائے تھے زمانے کے ☆ ہاں ملا ہم کو پیار طیبہ میں
اپنا دل بھی تو ساتھ جاتا ہے ☆ جائے جب کوئی یار طیبہ میں
وصل میں کیوں فراق کی باتیں ☆ روئیں کیوں زار زار طیبہ میں
بادشاہی سے بڑھ کے دیکھا ہے ☆ بیکسی کا وقار طیبہ میں
ہم نے سمجھی تھی زندگی فانی ☆ ہو گئی پائدار طیبہ میں
گھر میں گھیرا مجھے بلاؤں نے ☆ لے چل اے میرے یار طیبہ میں
جن سے گزرے، حضور مہکے ہیں ☆ کوچہ و رہگذار طیبہ میں
اپنی قسمت پہ ناز کیوں نہ کرے ☆ جو گیا خاکسار طیبہ میں

آسؔی مرشد کے زیر سایہ کاش
جائیں ہم بار بار طیبہ میں

﴿حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

یونس ۔ ۶۳

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمۃ الحقیقہ — اداریہ

امریکی عزائم اور اپنوں کی غفلت

سعید آسوی کے قلم سے

اس بات میں کسے شبہ ہو سکتا ہے کہ وطن عزیز جن گونا گوں مسائل کا آج شکار ہے، شیطان کے عکس خبیث یعنی امریکہ کے سیاہ قدموں کی بدولت ہے۔ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے، اس قدر گھمبیر مسائل اور حوادث اس کا مقدر نہ بنے تھے، جس قدر کا سامنا اسے آج ہے۔ امریکی عزائم کیا ہیں؟ کن مقاصد کے حصول کیلئے وہ مسلمانانِ پاکستان کے خون سے ہولی کھیل رہا ہے؟ آیئے اسے سمجھئے۔ امریکی فوج کے ایک جریدے میں "بلڈ بارڈوز" کے عنوان سے چند سال قبل ایک مضمون شائع ہوا تھا، جس کے اہم نکات حقیقت حال کے ادراک میں مدد و معاون ہیں۔

1: پاکستان اور اس کے ریاستی اداروں کی امریکی خواہشات کے مطابق تشکیل نو کی جائے۔

2: ایٹمی اثاثوں پر کنٹرول حاصل کیا جائے۔

3: پاکستان کو خطے میں بھارتی بالادستی قبول کرنے اور چین کے ساتھ سٹریٹجک پارٹنر شپ ختم کرنے پر مجبور کیا جائے۔

اس ایجنڈے پر عملدرآمد کیلئے کیا حکمت عملی اپنائی جائے۔ اس قدر بدامنی، تشدد اور افراتفری پھیلائی جائے، افواج پاکستان کو اتنا پھیلا دیا جائے اور سول، ملٹری اختلافات کو اس قدر ہوا دی جائے کہ ملک غیر مستحکم ہو جائے اور پھر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل پر دباؤ ڈال کر پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کو کنٹرول میں لینے کی اجازت مانگی جائے جسے شائستہ زبان میں "بین الاقوامی کنٹرول" میں دینا کہا جاتا ہے۔

ان تمام اہداف کے حصول کیلئے افغانستان کی جنگ کو عملاً پاکستان منتقل کیا جا چکا ہے۔ پاکستان کو داخلی طور پر غیر مستحکم کرنے کیلئے ڈرون حملے شروع کئے گئے، جن کے سبب فاٹا کی محب وطن آبادی بھی بتدریج سٹیٹ کے خلاف ہوتی گئی۔ اس کے ساتھ ہی بھارت کو افغانستان میں آزادانہ سرگرمیوں کی اجازت دی گئی، اسطرح افغانستان سے دہشتگردوں کیلئے بلوچستان، فاٹا اور صوبہ سرحد میں سرمائے اور ہتھیاروں کی آمد شروع ہو گئی۔ اس دوران امریکہ پاکستان میں اپنی خفیہ موجودگی میں بتدریج اضافہ کرتا رہا، جس کا آغاز اس نے تربیلا میں نام نہاد ٹریز ز اور پرائیویٹ امریکی سیکیورٹی ایجنسیوں سے کیا۔ بلوچستان میں بھی امریکی موجودگی کے واضح شواہد موجود ہیں جہاں سے وہ ڈرون حملے کر رہے ہیں۔ پہلے اسلام آباد کے قریب 1000 خطرناک امریکی میرین کی موجودگی کی اطلاعات تھیں، اب چند ماہ میں انکی تعداد 5000 جبکہ بدنام زمانہ Black water forse (نیا نام ایکس ای) کے غنڈے بھی پاکستان پہنچ چکے ہیں۔ یہ وہی غنڈے ہیں جنہوں نے عراق میں سینکڑوں بے گناہ شہریوں کو اپنی بربریت

کا نشانہ بنایا تھااور عورتوں کی بے حرمتی کی تھی۔ان میں سے کئی پر امریکہ میں قتل اور زنا بالجبر کے مقدمے بھی قائم کئے گئے مگر کسی ایک میں بھی انسانی حقوق کی ٹھیکیدار امریکی عدالتیں انصاف مہیا نہ کر سکیں۔

ایک اور توجہ طلب پہلو یہ بھی ہے کہ پاکستان میں ان ایجنسیوں اور تنظیموں کا داخلہ بغیر کسی پاسپورٹ کے ہو رہا ہے جبکہ امریکہ میں ہمارا کوئی وزیر یا سفیر بھی جاتا ہے تو اسکی جامہ تلاشی کے ساتھ اس کے جوتے بھی اتروا کر چیک کئے جاتے ہیں۔

پھر پاکستان کے اندر ان امریکی دہشتگروں سے مختلف مقامات پر بھاری تعداد میں سمگل شدہ اسلحہ بھی برآمد کر کے ہماری پولیس نے چند ایک کو گرفتار بھی کیا مگر "اوپر" سے حکم آنے پر انہیں چھوڑ دیا گیا۔ یہ ہے امریکہ کے سامنے ہمارے ملک کے قوانین کی اوقات بلکہ وفات۔اسلام آباد سے ملحقہ 18 ایکٹر اراضی کے علاوہ دیگر صوبوں میں سینکڑوں ایکڑ اراضی خریدنے کا معاملہ اسکے علاوہ ہے۔

ان تمام معاملات کا لب لباب یہ ہے کہ امریکہ کے خفیہ مسلح لوگ امریکی میرینز کے ساتھ مل کر پاکستان اور اس کے ایٹمی اثاثوں کو گھیرے میں لے رہے ہیں۔مزید برآں اپنے پرتشدد ایجنڈے کی تکمیل کیلئے ایک نئی تنظیم' طالبان' کے نام سے وجود میں لائی گئی جسے بڑی تعداد میں امریکی و بھارتی اسلحے اور انکی خفیہ ایجنسیوں کی اعانت بھی حاصل ہے۔(جیسا کہ بالخصوص نوائے وقت ۲۵ اکتوبر ۲۰۰۹ء صفحہ ۱۲ کے مطابق کالا خطائی سے گرفتار کئے جانے والے بھارتی دہشتگرد نے بھی اقرار کیا) یاد رہے کہ پاکستانی طالبان اور افغانی طالبان میں خاصا فرق ہے۔پاکستانی طالبان افواج پاکستان کے جانبازوں نیز ہراس پاکستانی کو واجب القتل سمجھتے ہیں جو ان کے مخصوص طرزِ فکر اور عقائد و نظریات کا حامل نہیں۔جبکہ افغان طالبان نے وزیرستان کے طالبان کی کسی قسم کی امداد سے یہ کہہ کر انکار کر دیا ہے کہ "پاک فوج مسلمان آرمی ہے، قتل و غارت میں ساتھ نہیں دے سکتے"۔

(نوائے وقت ۲۵ اکتوبر ۲۰۰۹ء صفحہ ۱۲)

پاکستانی طالبان دیوبندی مکتب فکر سے متعلق ہیں۔نہایت متشدد ہیں۔سنی علما کے قتل اور مزارات اولیا کی پامالی جائز سمجھتے ہیں۔انگریز مقبوضہ ہندوستان میں امت مسلمہ میں انتشار و افتراق پیدا کرنے کے سلسلے میں اس مکتب فکر کی کاوشیں آزما چکے تھے،لہذا یہاں بھی نظر انتخاب انہی پر پڑی اور حسب سابق ان کے مولویوں کو اپنا آلہ کار بنا کر ان کے ذریعے انہی کے مدرسوں سے ایک کھیپ تیار کی جسے بعد ازاں طالبان کا نام دے دیا اور یوں اپنے مقاصد کی تکمیل کی صورت بنالی۔ان طالبان کی ہولناک اور سفاک کارروائیوں پر گذشتہ اداریوں میں خاطر خواہ بحث ہو چکی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ملک کے اندر دہشت،خوف و ہراس،انتشار و افتراق،بدامنی و بدنظمی پھیلانے کے امریکی عزائم کی خاصی حد تک تکمیل انہی کے ناپاک ہاتھوں ہوئی ہے۔بالخصوص انکے خودکش بم دھماکوں کے سبب خوف و دہشت اور جانی و مالی ضیاع کی جو صورتحال پیدا ہو چکی ہے انتہائی خطرناک اور دل آزار ہے۔کوئی بھی باخبر رہنے والا پاکستانی اس سے بے خبر نہیں لہذا یہاں تفصیل کی ضرورت نہیں۔

المختصر!امریکہ پاکستان کو تباہ کرنے کیلئے ہر ممکن اور مختلف النوع سازشوں میں جتا ہوا ہے۔

☆...... وزیرستان پر پاکستانی افواج کے حملے سے پیشتر ہی افغان سرحد سے اپنی فوجیں ہٹالی ہیں تاکہ طالبان بآسانی آجا سکیں اور اسلحے اور دیگر وسائل کی فراہمی ممکن ہو۔

☆...... ہمارے ایٹمی اثاثوں کے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے۔ہمارے ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو شہید کرنے کیلئے پلاننگ مکمل ہو چکی ہے۔

☆...... طالبان کے ساتھ ہماری افواج کو مشغول رکھ کر اور اسے پھیلا کر مشرقی سرحدوں سے غافل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

☆...... خودکش بم دھماکے کرا کے ملک میں انارکی پھیلائی جا رہی ہے۔ہر ممکن کوشش جاری ہے کہ ملک عزیز کو غیر مستحکم کر دیا جائے۔

☆...... سب سے بڑا خودکش بم دھماکہ کیری لوگر بل کو منظور کر کے ہم خود کرنے جا رہے ہیں۔جس کے بعد ملک کو سنبھالنا انتہائی مشکل ہو جائے گا۔

☆...... بھارت نے اپنی فوجیں ایک مرتبہ پھر بارڈرز پر جمع کرنا شروع کر دی ہیں۔مگ 29 جنگی طیارے اور بھاری توپ خانہ بڑی تعداد میں

سرحدوں پر تعینات کیا جارہا ہے۔

☆...... ایران اور افغانستان کے ساتھ ہمارے تعلقات اس نہج پر پہنچا دیئے گئے ہیں کہ مشکل وقت میں ان کی طرف سے کسی قدر کن حمایت و اعانت ناممکن بات نظر آتی ہے۔

☆...... چین کے ساتھ تعلقات بحال رکھنے پر امریکہ اور اسرائیل کی جانب سے ناپسندیدگی کا اظہار ہو رہا ہے۔ بلکہ متعدد واقعات پر ناچاقی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔

☆...... لشکر جھنگوی، لشکر طیبہ اور اس قبیل کی تنظیموں کے طالبان کے اتحادی بننے کی خبریں بھی اخبارات میں متواتر آرہی ہیں۔

ایسی صورتحال میں ہمیں زرداری حکومت کی طرف سے کسی اچھائی کی امید نہیں۔ ان کی جملہ کاوشیں ملک سے دولت لوٹنے اور لوٹی دولت کو تحفظ دینے کیلئے این آر او پارلیمنٹ سے منظور کروانے پر صرف ہو رہی ہیں۔ ان کے وزیر خارجہ صاحب فرما رہے ہیں کہ ''اگر کیری لوگر بل ہم قبول نہ کریں گے تو امریکہ ناراض ہو جائے گا''۔ (بھلے خدا ناراض ہوتا رہے)

نواز شریف اور انکی پارٹی مسلم لیگ (ن) کو ہم دیگر جماعتوں سے بہتر، محب وطن اور 'میڈان پاکستان' سمجھتے ہیں لیکن موجودہ صورت حال میں انکی طرف سے کچھ بھی حوصلہ افزا کام نہیں ہو رہا۔

ایسے میں پاکستانی قوم سے ہمیں چند گذارشات کرنی ہیں۔ اپنے گرد و پیش چھپے دشمن پر نظر رکھیں اور اپنے اندر 1965ء والا جذبہ پیدا کریں۔ جب اس جنگ کے دوران پوری قوم نے متحد ہو کر یونین کونسل کی سطح سے لے کر بڑے شہروں تک ہر شعبہ میں ہنگامی سطح پر رضا کار تنظیموں کی تشکیل کی تھی، جنکے لئے محکمہ سول ڈیفنس نے مناسب ٹریننگ کا اہتمام بھی کیا تھا تا کہ بھارتی جاسوسوں کے ملک کے کسی گوشے میں گھس آنے کی صورت میں زندہ واپس نہ جا سکے۔ نیز متعدد اقدامات کئے گئے تھے۔ نہایت افسوس کے ساتھ ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ 1965ء کے جذبے اور ملک دشمن کارروائیوں کے خلاف حفاظتی تدابیر یا سیکیورٹی کے نقطہ نظر سے کسی قسم کی منصوبہ بندی کی کوئی جھلک نجی سطح پر ابھی تک نظر نہیں آتی۔ کیا دہشتگردی کی موجودہ لہر میں ان پر کچھ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ حکمرانوں کی نالائقیوں پر صدائے احتجاج بلند نہیں کرو گے تو ان کی یہ نالائقیاں تمہیں بھی ڈبو دیں گی۔ نیز یہ کہ اس بات کا یقین رکھیں کہ ہماری آرمی، ایئر فورس، نیوی اور جملہ سیکیورٹی فورسز ملک کے دفاع اور اسلام کی سربلندی کیلئے ہی لڑ رہی ہیں۔ لہذا ان کی حوصلہ افزائی کی جائے اور جہاں تک ممکن ہو ان کے ساتھ تعاون کیا جائے۔ طالبان مکتب فکر سے ہم آہنگی رکھنے والوں کی ایک خاصی تعداد طالبان سے ہمدردیاں رکھتی ہے جبکہ افواج پاکستان کو ظالم قرار دیتی ہے۔ ان کا محاسبہ کیا جائے۔ پچھلے دنوں ہم تک یہ خبر پہنچی کہ ڈیفنس لاہور کی ایک مسجد کے دیوبندی امام صاحب کے پاس انہی کے ہم مسلک ایک شخص نے طالبان کے خودکش دھماکوں کی مذمت اور اس کے نتیجے میں جاں بحق ہونے والے معصوم پاکستانی بچوں اور بڑوں پر اظہار افسوس کیا تو امام صاحب کو غصہ آ گیا اور اول فول بکنے لگے، یہاں تک کہ ان کے منہ سے جھاگ نکلنے لگی، وہ شخص وہاں سے یہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا کہ اس رویے نے میری آنکھیں کھول دیں ہیں (کاش اس پورے طائفے کی آنکھیں کھل جائیں) اس امام کی طرح کے عناصر کو اگر عوام پاکستان نے اب بھی لگام نہ دی تو آنے والے تباہ کن طوفان کا رستہ روکنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

آخر میں رب کائنات جل مجدہ سے اس کے محبوب کریم ﷺ کے طفیل دعا ہے کہ ارض مقدس کی حفاظت فرمائے۔ ہماری غفلتوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور ملت اسلامیہ کے اندر پھر سے ہمیں ایک باوقار مقام عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

☆☆☆

حج کے فضائل ومسائل

علامہ حافظ محمد نصر اللہ آسوی صاحب (مدینہ شریف)

بسم الله الرحمن الرحيم

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وُّهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ ☆فِيْهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مُّقَامُ اِبْرَاهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ آمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ ترجمہ: ﴿بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہاں کا رہنما ☆ ﴾ اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے ﴾ (۷) سورہ آل عمران آیت: ۹۶-۹۷ پارہ نمبر

شانِ نزول: - یہود نے کہا تھا کہ ہمارا قبلہ یعنی بیت المقدس کعبہ سے افضل ہے اور کعبہ سے پرانا ہے۔ ان کے رد میں یہ آیت کریمہ اتری۔ لہذا یہ آیت تبدیل کعبہ کے بعد اتری ہے۔ خیال رہے کہ فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور ہے جو آسمان میں ہے بالکل اس کے مقابل کعبہ شریف ہے۔ ان آیات میں کعبہ معظمہ کی بہت سی خصوصیات ارشاد ہوئیں۔

(۱) سب سے پہلا عبادت گاہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی طرف نماز پڑھی۔ (۲) تمام لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا۔ بیت المقدس مخصوص وقت میں خاص لوگوں کا قبلہ رہا۔ (۳) مکہ معظّمہ میں واقع ہے جہاں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے۔ (۴) ہمیشہ سے حج صرف اسی کا ہوا۔ کبھی بیت المقدس کا نہ ہوا۔ ﴿فِيْهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مُّقَامُ اِبْرَاهِيْمَ ﴾ اس میں بہت سی متبرک چیزیں ہیں۔ مقام ابراہیم، صفا مروہ، حجر اسود، رکن یمانی عرفات اور منی وغیرہ ساری مخلوق کے لئے جائے امن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس پتھر سے پیغمبر کے قدم چھو جائیں وہ متبرک اور شعائر اللہ اور آیۃ اللہ بن جاتا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ﴾ ظاہر ہے کہ یہ دونوں پہاڑ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے قدم پڑ جانے سے شعائر اللہ بن گئے۔ مقام ابراہیم اُس پتھر کا نام ہے۔ جس پر کھڑے ہو کر آپ نے کعبہ کی تعمیر فرمائی۔ یہ پتھر کعبۃ اللہ کی دیواروں کی اونچائی کے مطابق خود بخود اونچا ہوتا جاتا تھا۔ جہاں نبی کے قدم لگ جائیں وہ جگہ شعائر اللہ ہے تو جہاں نبی علیہ السلام خود آرام فرما ہوں وہ جگہ کتنی عظمت والی ہوگی۔

جب سے پڑے ہیں قدم رسالت مآب کے　　جنت سے بڑھ گیا مدینہ حضور کا

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ آمِنًا ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو حرم شریف میں ہی جرم کرے اور قتل کا مستحق بنے، اسے امن نہ ہوگی۔ کیونکہ آیت کا منشاء یہ ہے کہ جو مستحق قتل حرم سے باہر ہو جائے۔ پھر حرم میں پناہ لے وہ امن میں ہے۔ ﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ ﴾ یہاں ناس سے مراد مسلمان ہیں کیونکہ کافر پر کوئی عبادت فرض نہیں سوا ایمان کے، اس سے معلوم ہوا کہ جنات اور فرشتوں پر حج فرض نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وجوبِ حج کا سبب بیت اللہ

ہے کیونکہ رب نے حج کو بیت اللہ کی طرف منسوب فرمایا۔ لہذا عمر میں حج صرف ایک بار فرض ہوگا کیونکہ سبب حج ایک ہی ہے۔ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا اس میں راستہ کا امن، تندرستی، سواری سب ہی داخل ہیں، معلوم ہوا کہ حج فرض ہونے کی شرط یہ استطاعت ہے جو یہاں مذکور ہوئی۔ ﴿وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ﴾ اس سے معلوم ہوا کہ فرض اعتقادی کا منکر کافر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حج فرض اعتقادی ہے۔ معنی یہ ہے کہ جو حج کا انکار کرکے کافر ہوجائے رب اس سے بے پرواہ ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

تعمیر کعبہ کی تاریخ: کعبہ معظمہ کو دس مرتبہ تعمیر کیا گیا، کعبہ کی تعمیر سب سے پہلے فرشتوں نے کی پھر حضرت آدم علیہ السلام نے، پھر حضرت شیث علیہ السلام نے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر حضرت عمالقہ نے پھر حضرت جرہم نے پھر حضرت قصی بن کلاب نے پھر حضرت قریش نے پھر حضرت عبداللہ بن زبیر نے پھر حضرت حجاج بن یوسف نے اور آج تک وہی قائم ہے۔ تفسیر روح المعانی جز۴ص:۵، ارشاد الساری جلد۳ص:۱۴۳، تفسیر تبیان القرآن ۱/۵۷۴، شرح مسلم سعیدی ۲/ ۳۷

کعبہ اور بیت المقدس کا درمیانی عرصہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا: زمین پر کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی تھی؟ آپ نے فرمایا مسجد حرام، میں نے کہا پھر کون سی مسجد بنائی گئی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد اقصی، میں نے پوچھا ان دونوں کے درمیان کتنا عرصہ ہے؟ آپ نے فرمایا چالیس سال۔ (بخاری:۳۳۶۶، مسلم:۵۲۰، مشکوۃ:۷۵۳ کتاب الصلاۃ باب المساجد) ایک مشہور سوال یہ ہے کہ کعبہ کی تعمیر تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی اور بیت المقدس کی تعمیر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کی اور ان کے درمیان ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ ہے پھر حدیث شریف میں جو کعبہ اور بیت المقدس کے درمیان چالیس سال کا ذکر کیا گیا ہے اس کی توجیہ کیا ہوگی؟

اس کے متعدد جوابات ہیں۔ (۱) بعض علماء نے کہا کہ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا اور بیت المقدس یعقوب بن اسحٰق علیہما السلام نے بنایا اور ان کے درمیان چالیس سال ہی کا عرصہ ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی تاسیس نہیں تجدید کی تھی (۲) بعض روایات میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ کو بنانے کے چالیس سال بعد بیت المقدس کو بنایا (۳) علامہ ابن جوزی نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے کعبہ بنانے کے چالیس سال بعد ان کی اولاد میں سے کسی نے بیت المقدس کو بنایا (۴) نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں کہ کعبہ کو سب سے پہلے فرشتوں نے بنایا اور کعبہ بنانے کے چالیس سال بعد فرشتوں نے بیت المقدس بنایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کعبہ اور بیت المقدس کے بانی اور مؤسس نہیں نشاۃ ثانیہ اور تشکیل جدید کرنے والے ہیں۔ (شرح مسلم سعیدی:۲/ ۳۷، مرقات جلد۲ص:۲۲۹، فتح البیان جلد۴ص:۷۷)

حج نہ کرنے پر وعید: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس سامانِ سفر اور سواری ہو جو اُسے بیت اللہ تک پہنچادے پھر وہ حج نہ کرے تو پھر اس بات میں فرق نہیں کہ وہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر مرے اور یہ اس لئے کہ تبارک وتعالی فرماتا ہے ﴿اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے﴾۔ (ترمذی حدیث:۸۱۲، مشکوۃ:۲۵۲۱ کتاب المناسک) یعنی اس تارک حج کی موت اور یہودی وعیسائی کی موت میں فرق نہیں کہ اللہ تعالی نہ اُس سے راضی ہوگا نہ ان سے اگر چہ دونوں پر ناراضگیوں میں فرق ہے یا یہ مطلب ہے اگر یہ شخص حج کا منکر ہوکر مرا تو اس میں اور اہل کتاب میں کفر میں فرق نہیں اور اگر حج کا تارک ہوکر مرا تو کفران یعنی ناشکری میں فرق نہیں۔ بہر حال اس کلام میں انتہائی غضب کا اظہار ہے اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حج نہ کرنا کفر ہے۔ (مراۃ جلد۴ص:۹۴) حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو حج کرنے سے کوئی ظاہری ضرورت (طعام، قیام اور سفرخرچ کی کمی) مانع نہ ہوئی نہ ظالم بادشاہ نہ کوئی ایسی بیماری جو حج سے مانع ہو وہ شخص اس حال میں مرجائے کہ اُس نے حج نہ کیا ہو تو خواہ وہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر۔ (دارمی:۱۷۸۵، مشکوۃ:۲۵۳۵ کتاب المناسک) یعنی اس کی موت یہود ونصاری کی سی

ہے کہ وہ لوگ کتاب پڑھتے تھے مگر عمل نہ کرتے تھے۔ایسے ہی یہ قرآن شریف پڑھتا ہے اور حج کی آیت پر بلا عذر عمل نہ کیا،لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بدعملی فسق ہے کفر نہیں، پھر اس کی موت کو یہودیوں عیسائیوں کی موت کیوں فرمایا۔(مراۃ جلد۴ص:۱۰۰)

صاحب استطاعت کون ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کون سی چیز حج فرض کرتی ہے فرمایا: زادِ سفر اور سواری۔(ترمذی:۸۱۳،مشکوۃ:۲۵۲۶ کتاب المناسک) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! حاجی کون ہے فرمایا: گرد آلود بالوں اور بدبودار جسم والا دوسرے آدمی نے اٹھ کر پوچھا یارسول اللہ! کون سا حج افضل ہے، جس میں بلند آواز سے تلبیہ اور قربانی ہو،ایک اور آدمی نے پوچھا یارسول اللہ! سبیل (راستے) سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: سامانِ سفر اور سواری۔(ترمذی:۲۹۹۸ کتاب تفسیر القرآن مشکوۃ:۲۵۲۷ کتاب المناسک) دوسرا سوال یہ تھا کہ کامل حاجی کون ہے؟ فرمایا جس پر دو علامتیں ہوں پراگندگی بال اور میلا سر کیونکہ بحالتِ احرام بال ٹوٹنے کے اندیشہ سے سر کم دھوتے ہیں اور بُو والا کیونکہ بحالتِ احرام خوشبو لگانا منع ہے،اور بسا اوقات پسینہ اور لوگوں کے اژدھام سے کچھ بو سی محسوس ہونے لگتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ حاجی بحالتِ حج دنیاوی تکلفات سے ایک دم کنارہ کش ہو جاتا ہے۔(مراۃ جلد۴ص:۹۶)

حرام مال سے کیا ہوا حج قبول نہیں ہوتا اگرچہ فرض ساقط ہو جاتا ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حج کرنے والا پاکیزہ کمائی لے کر نکلتا ہے اور اپنا پاؤں رکاب میں ڈالتا ہے اور لبیک اللھم لبیک سے ندا کرتا ہے تو آسمان سے ایک منادی کہتا ہے لبیک وسعدیک تمہارا زادِ سفر حلال ہے،تمہاری سواری حلال ہے،تمہارا حج مبرور(مقبول) ہے،اس میں گناہ نہیں ہے،اور جب وہ حرام مال سے حج کے لئے روانہ ہوتا ہے اور اپنا پاؤں رکاب میں ڈالتا ہے اور لبیک کہتا ہے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے تمہارا لبیک کہنا مقبول نہیں، تمہارا زادِ راہ حرام ہے،تمہارا خرچ حرام ہے تمہارا حج گناہ ہے،مقبول نہیں ہے۔(رواہ الطبرانی فی الاوسط ،الترغیب والترھیب حدیث:۶-۳۷ جلد۲ص:۱۱۴)

حج زندگی میں ایک بار فرض ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے پس حج کیا کرو! ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ آپ خاموش رہے حتی کہ اُس نے تین بار یہی عرض کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا اور تم اس کی ادائیگی کی طاقت نہ رکھتے۔جن چیزوں کا بیان میں چھوڑ دیا کروں تم اُن کا سوال مت کیا کرو کیونکہ تم سے پہلے اسی لئے ہلاک ہوئے کہ انبیاء علیہم السلام سے بکثرت سوال کیا کرتے تھے اور انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کرتے تھے،لہذا جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو اس پر بقدر استطاعت عمل کیا کرو اور جب میں کسی چیز سے روک دوں تو اُس کو چھوڑ دیا کرو۔(مسلم حدیث:۱۳۳۷ کتاب الحج،مشکوۃ:۲۵۰۵ کتاب المناسک) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے پس حج کیا کرو! اقرع بن حابس نے عرض کیا: یارسول اللہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا اور اگر واجب ہو جاتا تو تم اس کو نہ کرتے اور اس کی ادائیگی کی طاقت بھی نہ رکھتے پس حج ایک ہی بار فرض ہے تو جس نے اس سے زیادہ کیا وہ نفل ہوگا۔(احمد حدیث ۲۵۱۰،ابوداود ۱۷۲۱،مشکوۃ حدیث:۲۵۲۰ کتاب المناسک)

نبی ﷺ کے اجتہاد پر دلیل: نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں ہاں کہتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا علامہ نووی اس کی تشریح میں لکھتے ہیں: فـفـيــه دليـل لـلـمـذهـب الصحيح أنه ﷺ كان له أن يجتهد في الأحكام ، ولا يشترط في حكمه أن يكون بوحي اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ نبی ﷺ اجتہاد کرتے تھے،اور آپ کے احکام جاری کرنے کے لئے وحی کی شرط نہیں ہے اور یہی صحیح مذہب ہے۔(شرح مسلم نووی)

اختیار نبی ﷺ: مفتی احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ائمہ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم ﷺ کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں جو چاہیں ناجائز فرما دیں جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنی کر دیں امام عارف باللہ سید عبدالوہاب

شعرانی میزان الشریعۃ الکبری باب الوضو میں فرماتے ہیں: اللہ عزوجل نے نبی ﷺ کو یہ منصب دیا ہے کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر کر دیں جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور ﷺ نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ اذخر گھاس کو اس حکم سے نکال دیجئے فرمایا اچھا نکال دی اُس کا کاٹنا جائز کر دیا اگر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو حضور ہرگز جراءت نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اُس میں سے کچھ مستثنیٰ فرمادیں۔(الامن والعلی ص:۱۵۴)

اباحتِ اصلیہ کی تحقیق: مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں: یعنی حضور ﷺ کے احکام پر عمل کرنا فرض ہے اور ممنوعات سے بچنا لازم، یہ دونوں کام بقدرِ طاقت ہیں اگر نماز کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر پڑھ لو، اگر جان پر بن جائے تو مردار کھالو، اس سے معلوم ہوا کہ جیسے وجوب وفرضیت کے لئے امر ضروری ہے ایسے ہی حرمت وممانعت کے لئے نہی لازم جس چیز کا حکم بھی نہ ہو اور ممانعت بھی نہ ہو وہ جائز ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿جو رسول تمہیں عطا کریں لے لو اور جس سے منع کریں رک جاؤ﴾ سورۃ الحشر بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ جو کام حضور ﷺ نے نہ کیا ہو وہ حرام ہے غلط ہے قرآن شریف کے بھی خلاف ہے اور اس قسم کی احادیث کے بھی۔(مراۃ جلد۴ص:۸۷)

اس حدیث کے تحت علامہ نووی لکھتے ہیں: فیہ دلیل علی أن الأصل عدم الوجوب ، وأنہ لاحکم قبل ورود الشرع احکام میں اصل عدم الوجوب ہے اور شریعت کے وارد ہونے سے پہلے کوئی حکم نہیں ہے۔(شرح مسلم) علامہ دشتانی مالکی لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔(اکمال اکمال المعلم ج۳ص:۴۳۵)

اباحت اصلیہ سے مراد یہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے جن چیزوں کا حکم دیا وہ فرض یا واجب یا مستحب ہو گئیں اور جن چیزوں سے منع کیا وہ حرام یا مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی ہو گئیں لیکن جن چیزوں سے شارع نے روکا نہ اُن کا حکم دیا وہ اپنی اصل پر مباح ہیں اور اُن کے کرنے یا نہ کرنے میں بندے کو اختیار ہے مثلاً دن رات کے بعض اوقات میں شارع نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور بعض اوقات نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اس کے علاوہ جو اوقات ہیں جن میں نماز پڑھنے کا حکم ہے نہ نماز پڑھنے کی ممانعت ہے ان میں بندے کو اختیار ہے ان اوقات میں نماز پڑھے یا نہ پڑھے۔ جمعہ کی نماز کے بعد بعض مسلمان کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام پڑھتے ہیں اس کا حکم ہے نہ ممانعت اس لئے یہ اصالۃً مباح ہے البتہ اس پر فرض ایسا دوام نہ کریں اور نہ پڑھنے والوں کو ملامت نہ کریں کیونکہ مستحب کام کے ترک پر ملامت نہیں کی جاتی۔(شرح مسلم سعیدی ج ۳ص(۶۴۸)

ہر پانچ سال میں ایک بار حج کرنا مستحب ہے:

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ أنَّ رسولَ اللہِ ﷺ قال:﴿یَقُوْلُ اللہُ تعالی:إنَّ عَبْداً صَحَّحْتُ لَہٗ جِسْمَہٗ وَوَسَّعْتُ عَلَیْہِ فِی الْمَعِیْشَۃِ، تَمْضِیْ عَلَیْہِ خَمْسَۃُ أعْوَامٍ لایَفِدُ إلَیَّ لَمَحْرُوْمٌ﴾ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بیشک میں نے بندے کو صحت وتندرستی اور وسیع رزق دیا اس کے باوجود اُس کو پانچ سال کا عرصہ گذر گیا ہے وہ میری طرف نہیں آیا (یعنی اُس نے حج نہیں کیا) لہذا وہ محروم ہے۔(ابن حبان وبیہقی ،ترغیب حدیث:۳۶۹)

افضل عمل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا: اللہ رسول پر ایمان لانا، پوچھا گیا اس کے بعد کون سا عمل، آپ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا عرض کیا گیا اس کے بعد؟ فرمایا حج مقبول۔(مسلم :۸۳، مشکوۃ حدیث:۲۵۲۰ کتاب المناسک)

افضل اعمال کی احادیث میں تعارض کا جواب: بعض روایات میں افضل عمل وقت پر نماز پڑھنا، پھر والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور پھر جہاد کا ذکر ہے بعض روایات میں افضل عمل کھانا کھلانا اور بہ کثرت سلام کرنا ہے، ان روایات میں تعارض کی وجہ سے یہ اشکال ہوا کہ حقیقت میں افضل

عمل کون سا ہے؟ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ مختلف جوابات سوال کرنے والوں کے احوال کے اختلاف کی وجہ سے ہیں یعنی اگر کسی شخص میں مال خرچ کرنے اور لوگوں سے میل جول رکھنے کی کمی تھی تو اس کے حق میں افضل عمل کھانا کھلانے اور بہ کثرت سلام کرنے کو قرار دیا، اسی طرح جہاد، حج اور والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم ہے۔ یعنی جس شخص میں جس عمل کی کمی تھی اس کے حق میں اسی عمل کو افضل قرار دیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ جوابات حالات کے اعتبار سے ہیں بعض حالات میں جہاد افضل ہے بعض حالات میں حج اور بعض میں والدین کی اطاعت۔ اور ایک جواب یہ بھی ہے کہ عقائد کے باب میں ایمان باللہ سب سے افضل ہے اور اعمال میں بعض حقوق اللہ اور بعض حقوق العباد۔ حقوق اللہ میں بعض صرف بدنی عبادات ہیں بعض صرف مالی اور بعض مالی اور بدنی کا مجموعہ اور حقوق العباد میں ماں باپ اور عام مسلمانوں کے حقوق ہیں۔ حقوق اللہ کے اعتبار سے بدنی عبادات میں نماز کو اپنے وقت میں پڑھنا سب سے افضل ہے اور مالی عبادات میں زکوۃ سب سے افضل ہے اور مالی اور بدنی عبادات کے مجموعہ میں حج اور جہاد سب سے افضل ہیں اور حقوق العباد کے اعتبار سے والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور عام لوگوں کو کھانا کھلانا اور لوگوں سے میل جول رکھنا اور اُن کو اپنے شر سے محفوظ رکھنا افضل اعمال ہیں۔ (شرح مسلم سعیدی جلد ۱ص:۵۴۳)

حج کرنے سے گناہوں سے پاک صاف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو رضائے الٰہی کے لئے حج کرے جس میں کوئی بیہودہ بات نہ ہو اور نہ کسی گناہ کا ارتکاب وہ ایسے لوٹے گا جیسے وہ اپنی ماں سے ابھی پیدا ہوا ہو۔ بخاری:۱۵۲۱ مسلم: ۱۳۵۰، مشکوۃ حدیث:۲۵۰۷ کتاب المناسک اور ترمذی کی روایت میں ہے اُس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (ترمذی حدیث:۸۱۱) حج کے بیان میں رفث سے مراد ہوتا ہے بیوی سے صحبت یا صحبت کے اسباب پر عمل یا صحبت کی گفتگو، اور فسق سے مراد ہوتا ہے ساتھیوں سے لڑائی جھگڑا یعنی جو رضائے الٰہی کے لئے حج کرے اور حج کو فحش باتوں، لڑائی جھگڑوں سے پاک صاف رکھے تو گناہ صغیرہ سے تو یقیناً اور کبیرہ سے احتمالاً پاک صاف ہو جائے گا حقوق العباد تو ادا کرنا ہی پڑیں گے۔ مراۃ جلد۴ ص:۸۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ سے دوسرا عمرہ، ان کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے، اور حج مبرور کی جزا جنت ہی ہے۔ (مسلم:۱۳۴۹، مشکوۃ حدیث:۲۵۰۸ کتاب المناسک)

حج سے گناہ اور فقر دور ہوتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج اور عمرہ ملا کر کرو کہ یہ دونوں غریبی اور گناہوں کو ایسے مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے سونے اور چاندی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اور مقبول حج کا ثواب جنت کے سوا اور کچھ نہیں۔ (ترمذی حدیث:۸۱۰ نسائی، ابن ماجہ، مشکوۃ حدیث:۲۵۲۴ کتاب المناسک) حج مبرور کا معنی ہے وہ حج جس میں کوئی گناہ نہ کیا ہو، یا وہ حج جو دکھلاوے کے لئے نہ ہو محض اخلاص سے ہو یا وہ حج جس کے بعد کوئی گناہ نہ ہو حاکم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج مبرور کی تفسیر کھانا کھلانے اور اچھی باتوں سے کی ہے۔ (شرح مسلم نووی) (حج اور عمرہ ملا کر کرو) یعنی ایک سفر میں حج وعمرہ دونوں ادا کرلو خواہ قران کرو یا تمتع یہ تو باہر والوں کے لئے ہوا یا اے مکہ والو حج کے بعد عمرہ بھی کرلو، کیونکہ مکہ والوں کو زمانہ حج میں عمرہ منع ہے بہر حال یہ حدیث سارے مسلمانوں کے لئے ہے مکی ہوں یا غیر مکی۔ قران یا تمتع یا حج اور عمرہ ملا کر کرنے سے دل کی اور ظاہری فقیری بھی بفضلہ دور ہوتی ہے اور گناہ بھی معاف ہوتے ہیں اس کا تجربہ بھی ہے۔ خیال رہے کہ گناہ وفقر دور کرنا رب کا کام ہے مگر یہاں اُسے حج وعمرہ کی طرف نسبت کیا گیا کہ یہ اس کا سبب ہے، لہذا کہہ سکتے ہیں کہ اللہ رسول غنی کرتے ہیں اَغْنٰـهُـمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (سورۃ التوبہ آیت:۷۴) مراۃ جلد۴ ص:۹۵)) حدیث میں ہے کہ کبائر کے سوا باقی گناہ نماز سے معاف ہو جاتے ہیں اور قرض کے سوا باقی گناہ جہاد سے معاف ہو جاتے ہیں اور حج مبرور کے بعد انسان نومولود بچے کی طرح گھر لوٹتا ہے اور حج مبرور کی جزا جنت ہی ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور آپ کی بشارتوں پر ایمان لاتے ہیں اور اپنی عقل سے ان احادیث میں قیود لگا کر مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دائرہ تنگ نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے گناہ توبہ سے بھی معاف کرتا ہے اور اپنے فضل محض سے بھی معاف کرتا

ہے۔(شرح مسلم سعیدی جلد۳ص:۶۹۹)

عمرہ واجب ہے یا سنت: امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ عمرہ واجب ہے امام احمد اور داؤد ظاہری کا بھی یہی مسلک ہے، امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ عمرہ سنت مؤکدہ ہے واجب نہیں ہے۔(شرح مسلم نووی) امام شافعی اور امام احمد کی طرف سے عمرہ کے وجوب پر یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ قرآن پاک میں ہے ﴿کہ حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو﴾ بقرہ:۱۹۶ وجہ استدلال یہ ہے کہ حج کرنا واجب ہے اور عمرہ کا حج پر عطف ہے لہذا یہ بھی واجب ہوا، اس کا جواب یہ ہے کہ قِرَان فی الذِّکر قِرَان فِی الحُکم کو مستلزم نہیں ہوتا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ شروع کرنے سے عمرہ لازم ہو جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وجہ تمام نوافل میں مشترک ہے۔(شرح مسلم سعیدی جلد۳ص:۶۹۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ سے پوچھا گیا کیا عمرہ واجب ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، اگر تم عمرہ کرو تو افضل ہے۔(ترمذی حدیث:۱۹۳۱ ابواب الحج) امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے بعض علماء کا یہی قول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ عمرہ واجب نہیں ہے کہا جاتا ہے کہ: حج دو ہیں، بڑا حج قربانی کے دن اور چھوٹا حج عمرہ ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں عمرہ سنت ہے ہم نہیں جانتے کہ کسی نے اس کے چھوڑنے کی اجازت دی ہو۔ اس کے نفل ہونے کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ عمرہ واجب ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ تمام کلام امام شافعی کا ہے۔ یعنی اس مسئلہ میں امام شافعی کے دو قول ہیں کہ عمرہ سنت ہے اور عمرہ واجب ہے۔

سال میں متعدد بار عمرہ کرنا: اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ سال میں ایک سے زیادہ مرتبہ عمرہ کیا جا سکتا ہے

ایام تشریق میں عمرہ کی کراہت: علامہ نووی لکھتے ہیں کہ تمام سال عمرہ کا وقت ہے اور یہ تمام سال میں کیا جا سکتا ہے البتہ جو شخص حج کر رہا ہو اس کے لئے حج کے دوران عمرہ کرنا صحیح نہیں ہے اور جو شخص حج نہ کر رہا ہو اس کا یوم عرفہ، یوم اضحیٰ اور تمام ایام تشریق میں عمرہ کرنا بلا کراہت جائز ہے، امام شافعی، امام مالک امام احمد اور جمہور علماء اسلام کا یہی قول ہے، امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ سال کے پانچ دنوں میں عمرہ کرنا مکروہ ہے یوم عرفہ، یوم اضحیٰ اور ایام تشریق اور امام ابو یوسف نے چار دن مکروہ قرار دیئے ہیں یوم عرفہ، اور ایام تشریق۔(شرح مسلم نووی) حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی رغبت پیدا کی، تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اپنا ہاتھ بڑھایئے میں آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمرو کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا، میں کچھ شرائط طے کرنا چاہتا ہوں، فرمایا: تمہاری شرائط کیا ہیں ؟ میں نے عرض کیا میری شرط یہ ہے کہ میرے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمرو کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے، اور حج پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔(مسلم حدیث:۱۲۱ کتاب الایمان، مشکوۃ حدیث:۲۸ کتاب الایمان) حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کھینچ لیا بے ادبی کے لئے نہیں بلکہ بندہ مختار مانتے تھے، دیکھو بخشنا اللہ کا کام ہے اور شرط رسول اللہ ﷺ سے لگا رہے ہیں، ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں جنت عطا فرمایئے حضور ہمیں دوزخ سے نجات نصیب ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان اور نیک اعمال معافی گناہ کا ذریعہ ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ (بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں)(سورہ ہود:۱۱۴) مگر ان سے گناہ مٹتے ہیں نہ کہ حقوق العباد تو مسلم اسلام لا کر زمانہ کفر کے قرض بھی ادا کریگا اور حدود اور قصاص بھی لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔ یعنی یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ زمانہ کفر میں ظلماً قتل کر لو لوگوں کے مال مار لو اور بعد میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ سب معاف یہ ناممکن۔(مراۃ جلد۱ص:۵۰)

یوم عرفہ کی فضیلت: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یوم عرفہ سے زیادہ کسی دن بندوں کو دوزخ سے آزاد نہیں کرتا۔ اللہ (اپنے سے) قریب ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: یہ بندے کس ارادے سے آئے ہیں۔(مسلم حدیث:۱۳۴۸، مشکوۃ:۲۵۹۴ کتاب المناسک باب الوقوف بعرفۃ)

حج کی فضیلت اور رسول اللہ ﷺ کا علم:عن ابن عمر رضی الله عنهما قَالَ:((كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَسْجِدِ مِنًى ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ، وَرَجُلٌ مِنْ ثَقِيْفٍ فَسَلَّمَا، ثُمَّ قَالا:((يارسُولَ اللهِ جِئْنَا نَسْأَلُكَ)) فَقَالَ:﴿ إِنْ شِئْتُمَا أَخْبَرْتُكُمَا بِمَا جِئْتُمَانِي تَسْأَلانِي عَنْهُ، فَعَلْتُ ،وَإِنْ شِئْتُمَا أَنْ أُمْسِكَ وتَسْأَلانِي ،فَعَلْتُ ﴾ فَقَالا:((أَخْبِرْنَا يارسُولَ اللهِ))، فَقَالَ الثَّقَفِيُّ لِلأَنْصَارِيْ: ((سَلْ)) . فَقَالَ:((أَخْبِرْنِي يارسُولَ اللهِ))فَقَالَ:﴿جِئْتَنِي تَسْأَلُنِي عَنْ مَخْرَجِكَ مِنْ بَيْتِكَ تَؤُمُّ الْبَيْتَ الْحَرَامَ وَمَالَكَ فِيْهِ؟ وَعَنْ رَكْعَتَيْكَ بَعْدَ الطَّوَافِ وَمَالَكَ فِيْهِمَا؟ وَعَنْ طَوَافِكَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَمَالَكَ فِيْهِ؟ وَعَنْ وُقُوْفِكَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ وَمَالَكَ فِيْهِ؟وَعَنْ رَمْيِكَ الْجِمَارَ وَمَالَكَ فِيْهِ؟ وَعَنْ نَحْرِكَ وَمَالَكَ فِيْهِ مَعَ الْإِفَاضَةِ؟﴾ فَقَالَ:((وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَعَنْ هَذَا جِئْتُ أَسْأَلُكَ)) . قَالَ : ﴿ فَإِنَّكَ إِذَا خَرَجْتَ مِنْ بَيْتِكَ تَؤُمُّ الْبَيْتَ الْحَرَامَ لاتَضَعُ نَاقَتُكَ خُفًّا، وَلا تَرْفَعُهُ إِلَّا كُتِبَ لَكَ بِهِ حَسَنَةٌ، وَمُحِيَ عَنْكَ خَطِيْئَةٌ ، وَأَمَّا رَكْعَتَاكَ بَعْدَ الطَّوَافِ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ مِنْ بَنِي إِسْمَاعِيْلَ عليه السلامُ ، وَأَمَّا طَوَافُكَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ كَعِتْقِ سَبْعِيْنَ رَقَبَةٍ ، وأما وُقُوْفُكَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ ، فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يَهْبِطُ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلائِكَةَ يَقُوْلُ:﴿ عِبَادِيْ جَاءُوْنِي شُعْثًا مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ يَرْجُوْنَ جَنَّتِي ، فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوْبُكُمْ كَعَدَدِ الرَّمْلِ، أَوْ كَقَطْرِ الْمَطَرِ أَوْ كَزَبَدِ الْبَحْرِ لَغَفَرْتُهَا، أَفِيْضُوْا عِبَادِي مَغْفُوْرًا لَكُمْ وَلِمَنْ شَفَعْتُمْ لَهُ ﴾ وَأَمَّا رَمْيُكَ الْجِمَارَ فَلَكَ بِكُلِّ حَصَاةٍ رَمَيْتَهَا تَكْفِيْرُ كَبِيْرَةٍ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ، وَأَمَّا نَحْرُكَ فَمَذْخُوْرٌ لَكَ عِنْدَ رَبِّكَ ، وَأَمَّا حِلاقُكَ رَأْسَكَ فَلَكَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَلَقْتَهَا حَسَنَةٌ، وَيُمْحَى عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةٌ ، وَأَمَّا طَوَافُكَ بِالْبَيْتِ بَعْدَ ذَلِكَ، فَإِنَّكَ تَطُوْفُ وَلا ذَنْبَ لَكَ، يَأْتِيْ مَلَكٌ حَتَّى يَضَعَ يَدَيْهِ بَيْنَ كَتِفَيْكَ فَيَقُوْلُ:((اعْمَلْ فِيْمَا تَسْتَقْبِلُ فَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا مَضَى))﴾ . حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد منیٰ میں حاضر تھا کہ آپ کی خدمت میں ایک انصاری اور ثقفی نے حاضر سلام عرض کیا پھر وہ دونوں بولے یارسول اللہ! ہم آپ سے سوال کرنے آئے ہیں، آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں خود تمہارا سوال بیان کروں، اور اگر تم چاہو تو میں خاموش رہوں اور تم سوال کرو، انہوں نے یارسول اللہ آپ بیان فرمائیں ثقفی نے انصاری سے کہا کہ تم سوال کرو انصاری نے کہا یارسول اللہ! ہمیں بتایئے! آپ نے فرمایا کہ تم یہ سوال کرنے آئے ہو کہ جب تم اپنے گھر سے بیت اللہ کے لئے روانہ ہو اور بیت اللہ کا طواف کرو تو اُس میں تمہارے لئے کیا اجر ہے؟ اور طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے کا کیا اجر ہے؟ اور صفا مروہ کے درمیان سعی کا کیا اجر ہے، اور وقوف عرفہ کا کیا اجر ہے، اور رمی جمار کا کیا اجر ہے، اورنحر (قربانی) کا کیا اجر ہے، اور سر منڈانے کا کیا اجر ہے؟ اور اس کے بعد طوافِ زیارت کا کیا اجر ہے؟ انصاری نے کہا یارسول اللہ اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، ہم آپ سے یہی سوال کرنے آئے تھے۔ آپ نے فرمایا: جب تم اپنے گھر سے بیت اللہ کے لئے روانہ ہوتے ہو تو تمہاری سواری کے ہر قدم رکھنے اور اُٹھانے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور ایک گناہ مٹاتا ہے اور جب تم طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے ہو تو تمہیں اولادِ اسماعیل سے ایک غلام آزاد کرنے کا اجر ملتا ہے، اور جب تم صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہو تو تمہیں ستر غلام آزاد کرنے کا اجر ملتا ہے ،اور جب تم زوال کے بعد میدانِ عرفات میں وقوف کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے یہ میرے وہ بندے ہیں جو دُور دراز کے علاقوں سے بکھرے ہوئے غبار آلود بالوں کے ساتھ آئے ہیں یہ میری رحمت اور مغفرت کی امید رکھتے ہیں سو اگر تمہارے گناہ ریت کے ذروں، بارش کے قطروں اور سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں تو میں نے انہیں بخش دیا ہے، میرے بندو! عرفات سے مزدلفہ کی طرف جاؤ، تمہاری بھی مغفرت ہوگی اور جن کی تم شفاعت کروگے اس کی بھی مغفرت ہوگی۔

اور جب تم رمی جمار (کنکریاں پھینکتے ہو) کرتے ہو تو ہر کنکری کے بدلہ میں ایک ہلاک کرنے والا کبیرہ گناہ معاف کردیا جاتا ہے، اور تمہاری قربانی تمہارے رب کے پاس ذخیرہ کی جائے گی اور جب تم سر منڈاتے ہو تو ہر بال کے بدلہ میں ایک گناہ معاف کردیا جاتا ہے اور ایک نیکی لکھ دی

جاتی ہے، اور جب اس کے بعد تم طواف (زیارت) کروگے تو تم اس حال میں طواف کروگے کہ تمہارا کوئی گناہ نہیں ہوگا، پھر ایک فرشتہ تمہارے دو کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہے گا جاؤ از سر نو عمل کرو تمہارے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر، الترغیب الترہیب کتاب الحج حدیث:۱۷۰۹-ص۲/۱۱۰، مجمع الزوائد جلد۳ص:۲۷۶، المطالب العالیہ حافظ ابن حجر ج۱ص:۳۱۴، ابن حبان، بزار، خصائص کبری جلد ۲ص:۱۷۱باب اخبارہ بما حدثوا بہ انفسہم، من معجزات النبی ﷺ از شیخ عبدالعزیز محمد سلمان الریاض سعودی عرب ص:۵۵ حدیث:۹۹) یوم عرفہ کی فضیلت کے علاوہ اس حدیث سے یہ واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو ایسی صفت عطا کی تھی جس سے آپ پر امورِ غیبیہ منکشف ہو جاتے تھے، آپ دلوں کا حال جان لیتے تھے اور یہی علمِ غیب ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انصاری اور ثقفی صحابہ کے نزدیک یہ بات معروف اور صحیح تھی کہ رسول اللہ ﷺ غیب کو جان لیتے ہیں ورنہ وہ اعتراض کرتے کہ آپ غیب کو کیا جانیں یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے اور یہ آیت پڑھتے (وَعِنْدَهٗ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ (انعام:۵۹) قُلْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَائِنُ اللهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ (انعام:۵۰) وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ (الاعراف:۱۸۸) لیکن انہوں نے یہ اعتراض نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ ان صحابہ کے نزدیک ان آیات میں رسول اللہ ﷺ سے علم غیب کی نفی ذاتی استقلالی اور بے تعلیم الٰہی پر محمول ہے اور جو علم غیب آپ کو حاصل ہے وہ اللہ تعالیٰ کی دین اور اس کی عطا سے ہے، یا جس چیز کی نفی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علوم غیر متناہیہ ہیں اور وہی اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہیں اور وہ علم جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے وہ متناہی اور بعض ہے ہمارے اعتبار سے یہ علم ایسا ہے جیسے قطرے کے سامنے سمندر ہو اور اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں اس کی وہ نسبت بھی نہیں جو سمندر کے مقابلے میں قطرہ کی ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کے علم کے سامنے تمام مخلوق کا علم ایسا ہے جیسا قطرہ سمندر کے سامنے ہو اور اللہ کے مقابلہ میں آپ کے علم کی نسبت وہ بھی نہیں جو قطرہ اور سمندر میں ہے کیونکہ قطرہ اور سمندر میں محدود کی نسبت محدود کی طرف ہے اور آپ کے اور اللہ کے علم میں محدود کی نسبت لامحدود کی طرف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کے راوی ہیں، امام عبدالرزاق امام طبرانی وغیرہ اس حدیث کے جامع ہیں۔ اس سے واضح ہوا کہ تمام اسلاف کا یہی عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو عطائے الٰہی سے علم غیب حاصل ہے۔ (شرح مسلم جلد۳ص:۶۹۴، تبیان القرآن جلد۲ ص:۲۷۷، تبیان جلد۱ص:۶۳۴)

حاجی کا استقبال: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم حاجی سے ملو تو اسے سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اُس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنی دعائے مغفرت کے لئے کہو کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔ (احمد حدیث:۶۰۷۷، مشکوۃ حدیث:۲۵۳۸ کتاب المناسک)

اس سے مراد وہ ہے جو حج کر کے واپس وطن آیا، عمرہ یا زیارت مدینہ منورہ کرنے والا غازی اور طالب علم بھی اسی حکم میں ہیں (مرقات) ان سب سے دعا کرانا چاہئے معلوم ہوا کہ حاجی کے آتے جاتے ہوئے راستہ کے گناہ بھی معاف ہیں، گھر میں آکر گناہ شروع ہوں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مغفور لوگوں سے دعا کرانی چاہئے۔ لہٰذا اولیاء اللہ اور چھوٹے بچوں سے دعا کرانی چاہئے۔ (مراۃ جلد۴ص:۱۰۱)

پیدل حج کرنے کی فضیلت: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو مکہ سے پیدل حج کو جائے یہاں تک کہ مکہ واپس آئے اُس کے لئے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم شریف کی نیکیوں کے مثل لکھی جائیں گی کہا گیا حرم کی نیکیوں کی کیا مقدار ہے فرمایا ہر نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔ (رواہ ابن خزیمہ والحاکم والترغیب والترہیب:۱۶۹۵ص۲/۱۰۷، مجمع الزوائد جلد۳ص:۲۰۹)

سفر حج میں فوت ہونے والا بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حج یا عمرہ کے لئے روانہ ہوا اور راستہ میں مرگیا، اُس کی پیشی ہوگی اور نہ اس سے حساب نہیں لیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا جنت میں داخل

ہوجا۔(ابویعلی،طبرانی،بیہقی الترغیب والترہیب حدیث:۱۲۷ ص۲/۱۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو حج کے ارادے سے نکلا اور فوت ہوگیا تو قیامت تک اُس کے لئے حج کا اجر لکھ دیا گیا، جو عمرہ کے ارادے سے نکلا اور فوت ہوگیا تو قیامت تک اُس کے لئے عمرہ کا اجر لکھ دیا گیا، جو جہاد کے ارادے سے نکلا اور فوت ہوگیا تو قیامت تک اُس کے لئے غازی کا اجر لکھ دیا گیا۔(الترغیب والترہیب: ص۲/۱۱۲،مشکوۃ حدیث:۲۵۳۹ کتاب المناسک)

حج اور عمرہ کا لغوی اور شرعی معنی: حج کا لغوی معنی ہے قصد اور اس کا شرعی معنی ہے، بیت اللہ کی زیارت کا قصد کرنا۔ زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض عین ہے۔ اسلام، حریت عقل، بلوغ اور حج کی استطاعت حج کی فرضیت کے لئے شرط ہیں۔ وقوف عرفات اور طواف زیارت حج میں فرض ہیں۔ حج کے واجبات یہ ہیں میقات یا اس سے پہلے احرام باندھنا، غروب آفتاب تک میدان عرفات میں رہنا۔ وقوف مزدلفہ، صفا مروہ میں دوڑنا، شیطان کو منیٰ میں کنکریاں مارنا، سرمنڈانا یا بال کٹانا اور آفاقی (میقات سے باہر رہنے والے) کے لئے طواف وداع کرنا۔ حج میں یہ کام ممنوع ہیں۔ عمل زوجیت، بال کاٹنا، ناخن کاٹنا، خوشبو لگانا، سر اور چہرہ ڈھانپنا، سلا ہوا کپڑا پہننا، کسی دوسرے محرم کا سر مونڈھنا، حل اور حرم میں (خشکی کے) شکار کے درپے ہونا۔(فتح القدیر جلد۲ص:۳۲۱)

عمرہ: عمرہ کا لغوی معنی ہے زیارت اور اس کا شرعی معنی ہے بیت اللہ کی زیارت کرنا، عمرہ ادا کرنا سنت ہے۔ اس میں میقات سے احرام باندھنا، کعبہ کا طواف کرنا، صفا اور مروہ میں سعی کرنا اور حلق یا قصر کرنا واجب ہے اور احرام باندھنا شرط ہے اور طواف کا اکثر حصہ فرض ہے۔(مراقی الفلاح)

فرضیت حج کی تاریخ اور حج کی اقسام: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ، اور حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو﴾سورۃ البقرہ) علامہ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ یہ آیت ۶ ہجری میں نازل ہوئی۔(فتح القدیر جلد۲ص:۳۲۵) محدث علی قاری صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ فرضیتِ حج کی تاریخ میں اختلاف ہے ۵ ہجری، ۶ ہجری، ۹ ہجری-۸ ہجری میں حضرت عتاب بن اسید نے مسلمانوں کو حج کرایا، ۹ ہجری میں حضرت ابو بکر صدیق نے اور دس ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے حج کرایا۔(مرقات شرح مشکوۃ جلد۵ص:۲۶۳)

حج کی اقسام: حج کی تین قسمیں ہیں(۱) حج افراد(۲) حج تمتع (۳) حج قران

(۱) حج افراد: جس میں صرف مناسکِ حج ادا کئے جائیں اور اس سے پہلے عمرہ نہ کیا جائے، یہ صرف اہل مکہ اہل حرم اور اہل حل یعنی میقات کے اندر رہنے والوں کے لئے ہے یہ لوگ حج تمتع اور حج قران نہیں کر سکتے اور آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والوں کے لئے تینوں اقسام کا اختیار ہے۔ حج افراد والا حج سے فارغ ہونے سے قبل احرام نہیں کھول سکتا اور حج افراد میں قربانی واجب نہیں ہے۔

(۲) حج تمتع: میقات سے عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے اور عمرہ کرنے کے بعد سر کے بال کٹوا کر یا منڈوا کر حلال ہوجائے اور پھر آٹھ تاریخ کو حج کا احرام باندھ لے، اور مناسک حج ادا کرنے کے بعد حلال ہوجائے اور اس میں قربانی واجب ہے۔

(۳) حج قران: میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا جائے اور عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کو برقرار رکھا جائے، پھر اسی احرام کے ساتھ حج کرے اور مناسک حج ادا کرنے کے بعد سر کے بال کٹوا یا منڈوا کر احرام کھول دے گا اور اس میں بھی قربانی واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا﴿تو جو شخص حج کے ساتھ عمرہ ملائے تو وہ ایک قربانی کرے جس کو وہ آسانی کے ساتھ کر سکے اور اگر وہ قربانی نہ کر سکے تو تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات روزے جب تم لوٹ آؤ یہ کامل (دس روزے) ہیں ﴾(سورۃ البقرۃ:۱۹۶) یعنی غریب آدمی جو قربانی نہ کر سکے تو وہ سات آٹھ اور نو ذوالحجہ کو تین روزے رکھے اور باقی سات روزے اپنے گھر لوٹنے کے بعد اور یہ سات روزے حج کے بعد مکہ میں بھی رکھے جاسکتے ہیں۔(قدوری ص:۱۴۷) لیکن یہ روزے ایام تشریق گزرنے کے بعد رکھے جائیں ایام تشریق میں روزے رکھنا منع ہے۔(شرح معانی آثار جلد۲ص:۲۴۴، شرح مسلم سعیدی جلد۳ص:۴۵۴) اور اگر ۹ ذوالحجہ تک یہ تین روزے نہ رکھے جاسکیں تو اس کے لئے قربانی ضروری ہوگی۔(قدوری شریف ص:۱۴۷)

حج قران اور تمتع میں کیا فرق ہے: حج قران اور تمتع میں فرق یہ ہے کہ حج تمتع والا مکہ پہنچ کر عمرہ کر کے حلق یا تقصیر کر کے احرام کھول دے گا لیکن قران والا عمرہ کرنے کے بعد حلق یا تقصیر نہیں کرا سکتا اور نہ احرام کھول سکتا ہے حج قران میں مشقت زیادہ ہے اور اس کا اجر بھی بہت زیادہ ہے، اکثر روایات کے مطابق نبی کریم ﷺ نے جو حج کیا تھا وہ حج قران تھا۔ شیخ ابن قیم حنبلی نے بیس سے زیادہ صحیح اور صریح احادیث بیان کی ہیں اور ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قران کا احرام باندھا تھا۔ (زادالمعاد جلد اص:۲۱۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ نے حج اور عمرہ ملا کر ادا کئے۔ (ابن ماجہ حدیث:۲۹۷۱ کتاب المناسک باب من قرن الحج والعمرۃ) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ کا ایک ساتھ تلبیہ کہتے ہوئے سنا، بکر کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کا تلبیہ پڑھا تھا، بکر کہتے ہیں کہ میری حضرت انس سے پھر ملاقات ہوئی میں نے ان کو حضرت ابن عمر کا قول سنایا۔ حضرت انس نے فرمایا: کیا تم ہمیں بچہ سمجھتے ہو، میں نے خود سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لبیک عمرۃ وحجا یعنی آپ نے حج اور عمرہ دونوں کے ساتھ تلبیہ پڑھا۔ مسلم حدیث:۱۲۳۲ کتاب الحج باب فی الافراد والقران

تمتع یا قران صرف آفاقی کے لئے ہے: رب تعالی نے فرمایا ﴿یہ حکم اُس شخص کے لئے ہے جس کے اہل وعیال مسجد حرام کے رہنے والے نہ ہوں﴾ یعنی تمتع یا قران کا جائز ہونا غیر مکی کے لئے ہے مکہ کے رہنے والوں کے لئے تمتع ہے اور نہ قران کیونکہ اسے حج کے زمانہ میں عمرہ کرنا ہی منع ہے خیال رہے کہ یہاں مسجد حرام سے پورا حرم شریف اور اس کے مضافات کا علاقہ مراد ہے لہذا جو کوئی میقات کی حدود کے اندر رہتا ہو (جیسے جدہ میں رہنے والے) اُس کا یہی حکم ہے کہ زمانہ حج میں عمرہ نہ کرے۔ (تفسیر نور العرفان ص:۴۷)

مرد اور عورت کا احرام: مرد کے احرام کے لئے دو پاک صاف، نئی یا دھلی ہوئی چادریں ہوں ایک چادر، تہبند کی طرح باندھ لے اور دوسری چادر اوپر اوڑھ لے، سر کھلا رکھے: عورتوں کے لئے بھی احرام کے وہی احکام ہیں جو مردوں کے ہیں صرف اس قدر فرق ہے کہ عورت کا احرام اُس کے چہرے میں ہے وہ سلے ہوئے کپڑے پہن سکتی ہے اور اُن کے لئے تمام بدن کی طرح سر ڈھانکنا بھی ضروری ہے (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احرام والی عورت نقاب ڈالے اور نہ دستانے پہنے (بخاری حدیث:۱۸۳۸) اگر کسی سے پردہ کرنا درکار ہو تو کسی کی آڑ میں ہو جائیں یا نامحرم کے سامنے کوئی پنکھا وغیرہ منہ سے بچا ہوا رکھے) عورت اتنی آواز سے لبیک نہ کہے کہ نامحرم سنے ہاں اتنی آواز ہر پڑھنے میں ہمیشہ سب کو ضرور ہے کہ اپنے کان تک آواز آئے۔ (نیز بال گرنے کے اندیشے سے سر پر ایک سفید رومال باندھ لینا چاہئے عورتوں کے لئے حالتِ احرام میں سر ڈھانکنا واجب ہے بالوں کو ٹھیک کرنے کے لئے یا وضو کے مسح کے لئے یا کسی اہم ضرورت کے وقت عورتیں اپنا سر کھول سکتی ہیں لیکن وضو کے بعد فوراً پھر سے احرام باندھ لینا ضروری ہے۔) عورت احرام باندھنے کے وقت ماہواری سے ہو تو بھی غسل کر کے احرام باندھ کر حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے نفل نہیں پڑھ سکتی اور نہ مسجد میں داخل ہو سکتی ہے مکہ پہنچ کر طواف اور سعی نہ کرے جب تک پاک صاف ہو کر دوبارہ غسل نہ کر لے اسی طرح اگر کسی عورت کے ہاں ولادت ہو جائے تو وہ بھی حائضہ کی طرح غسل کر کے احرام باندھ سکتی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضور ﷺ کے حج والے سال میقات مدینہ ذوالحلیفہ پر حضرت اسماء زوجہ ابوبکر رضی اللہ عنہا کے ہاں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرایا اب میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: غسل کرو اور کپڑے کا لنگوٹ باندھ کر احرام باندھ لو۔ (مسلم:۱۲۱۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے حج کے سوا کسی چیز کا خیال بھی نہ کرتے تھے جب ہم مقام سرف میں پہنچے تو مجھے حیض آ گیا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا لگتا ہے تمہیں حیض آ گیا ہے! میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنات آدم کی تقدیر میں لکھ دیا ہے! حج کرنے والے جو افعال کرتے ہیں وہ سب کرو البتہ غسل (طہارت) کے بغیر بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ (مسلم حدیث:۱۲۱۱ کتاب الحج، بخاری:۲۹۴ کتاب الحیض، مشکوۃ حدیث:۲۵۷۲) کیونکہ

طواف مسجد میں ہوتا ہے اور حائضہ عورت مسجد میں نہیں جا سکتی نیز بعد والی سعی بھی نہیں کر سکتی کہ سعی طواف کے بعد چاہئے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ: مشکوۃ: ۱۳۰/۴) اگر عورت مکہ پہنچ کر حج کے ایام تک ماہواری سے فارغ نہ ہو تو وہ عمرہ ترک کردے اور حج کا احرام باندھ کر حج پر چلی جائے اور عمرہ حج کے بعد ادا کرے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ہم نے عمرہ کا احرام باندھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس ہدی ہے وہ حج اور عمرہ کا احرام باندھے، پھر اُس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک حج اور عمرہ دونوں سے حلال نہیں ہو جاتا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں پھر میں مکہ میں آئی در آں حالیکہ میں حائضہ تھی۔ میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ صفا مروہ کی سعی کی، پھر رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی، آپ نے فرمایا: اپنے سر کے بال کھول ڈالو، کنگھی کرو، حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ کو چھوڑ دو فرماتی ہیں میں نے ایسا ہی کیا۔ جب ہم نے حج کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق کے ساتھ مقام تنعیم بھیجا، پھر میں نے عمرہ کیا، آپ نے فرمایا یہ تمہارے عمرہ کا بدلہ ہے۔ (بخاری حدیث: ۱۵۵۶، مسلم: ۱۲۱۱، مشکوۃ: ۲۵۵۶) اسی وجہ سے اُس مسجد کا نام مسجد عائشہ ہے۔ خیال رہے کہ اگر عورت کو طواف کے بعد ایام آ جائیں تو وہ سعی کر سکتی ہے اور اگر طواف سے پہلے آ جائیں تو نہ طواف کر سکتی ہے نہ سعی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حج کا احرام باندھ کر بغیر طوافِ قدوم کئے عرفات چلی گئیں، پھر عرفات سے مزدلفہ منیٰ کے افعال سے فارغ ہو کر طوافِ زیارت کر لیا اب بھی عورت کو عارضہ آ جانے پر یہی حکم ہے کہ اسے طوافِ قدوم بلکہ طوافِ وداع بھی معاف ہو جاتا ہے۔ (مراۃ شرح مشکوۃ: ۱۲۰/۴)

حج کی شرائط: حج کی شرائط یہ ہیں: حج اسلام کرنے والا مسلمان ہو، آزاد ہو، مکلف ہو، صحیح البدن ہو، بصیر ہو (نابینا نہ ہو)، اس کے پاس حج کے لئے جانے، سفر حج تک کے قیام، حج سے واپس آنے اور اس دوران جن کے خرچ کا وہ ذمہ دار ہے ان سب کا خرچ ہو، نیز اُس کے پاس سواری ہو یا سواری کا کرایہ ہو، اور راستہ مامون ہو، اور اگر عورت حج کرنے والی ہے تو اُس کے ساتھ اُس کا خاوند ہو یا عاقل بالغ محرم ہو۔

حج کے فرائض: حج میں تین امور فرض ہیں۔ احرام، ۹ ذوالحجہ کو زوالِ آفتاب سے دسویں کی فجر تک کسی بھی وقت میدانِ عرفات میں وقوف کرنا اور دسویں ذوالحجہ سے اخیر عمر تک کسی بھی وقت کعبہ کا طواف کرنا، موخر الذکر دونوں رکن ہیں، ان میں ترتیب بھی فرض ہے یعنی پہلے حج کی نیت سے احرام باندھنا، پھر وقوفِ عرفات کرنا اور اس کے بعد طواف زیارت کرنا، حج کی سعی کو طواف زیارت سے پہلے کرنا بھی جائز ہے۔

حج کے واجبات: مزدلفہ میں وقوف کرنا، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا (دوڑنا)، جمرات کو رمی کرنا، طواف وداع کرنا، (مکہ میں رہنے والا اور حائضہ عورت طواف وداع سے مستثنیٰ ہے) سر منڈانا یا بال کٹوانا، میقات سے احرام باندھنا، غروب آفتاب تک میدان عرفات میں وقوف کرنا، طواف کی ابتداء حجر اسود سے کرنا، اپنی دائیں جانب سے طواف کرنا، اگر عذر نہ ہو تو خود چل کر طواف کرنا، باوضو طواف کرنا (ایک قول یہ ہے کہ وضو سنت ہے)، پاک کپڑوں کے ساتھ طواف کرنا، شرم گاہ کو ڈھانک کر رکھنا، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی ابتداء صفا سے کرنا، اگر عذر نہ ہو تو خود چل کر سعی کرنا، قران اور تمتع کرنے والے کے لئے ایک بکری ذبح کرنا، سات چکر پورے ہونے کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا، قربانی کے دن رمی جمرات سر منڈانے اور قربانی کرنے کے افعال کو ترتیب وار کرنا، قربانی کے تین دنوں میں کسی ایک دن طوافِ زیارت کرنا، حطیم کے باہر سے طواف کرنا، طواف کے بعد سعی کرنا، قربانی کے ایام میں اور حرم کے اندر حلق کرنا (سر منڈانا)۔

حج کے سنن اور آداب: خرچ میں وسعت اختیار کرنا، ہمیشہ باوضو رہنا، فضول باتوں سے زبان کی حفاظت کرنا (گالی وغیرہ سے حفاظت کرنا واجب ہے) اگر ماں باپ کو اُس کی ضرورت ہو تو اُن سے اجازت لے کر حج کے لئے جانا، قرض خواہ اور کفیل سے بھی اجازت طلب کرنا، اپنی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ کر نکلنا، لوگوں سے کہا سنا معاف کرانا، ان سے دعا کی درخواست کرنا، نکلتے وقت کچھ صدقہ خیرات کرنا، اپنے گناہوں پر سچی توبہ کرے، جن لوگوں کے حقوق چھین لئے تھے وہ واپس کردے، اپنے دشمنوں سے معافی مانگ کر ان کو راضی کرے، جو عبادات فوت ہو گئیں (مثلاً جو نمازیں اور روزے رہ گئے ہیں) ان کی قضا کرے، اور اس کوتاہی پر نادم ہو اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم

کرے، اپنی نیت کو ریاکاری اور فخر سے مبرا کرے، حلال اور پاکیزہ سفر خرچ کو حاصل کرے کیونکہ حرام مال سے کیا ہوا حج مقبول نہیں ہوتا، اگرچہ فرض ساقط ہو جاتا ہے، اور اگر اس کا مال مشتبہ ہو تو کسی سے قرض لے کر حج کرے اور اپنے مال سے وہ قرض ادا کرے، راستہ میں گناہوں سے بچتا رہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، سفر حج میں تجارت کرنے سے اجتناب کرے ہر چند کہ اس سے ثواب کم نہیں ہوتا۔

حج کے ممنوعات: جماع نہ کرے، احرام کی حالت میں سر نہ منڈائے، ناخن نہ کاٹے، خوشبو نہ لگائے، سر اور چہرہ نہ ڈھانپے، سلا ہوا کپڑا نہ پہنے، حرم اور غیر حرم میں شکار کے درپے نہ ہو، حرم کے درخت نہ کاٹے۔

حج کے مکروہات: اگر ماں باپ کو اس کی خدمت کی ضرورت ہے اور وہ اس کے حج پر جانے کو ناپسند کرتے ہوں تو اُس کا حج کے لئے جانا مکروہ ہے، اور اگر اُن کو اُس کی خدمت کی ضرورت نہیں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر ماں باپ نہ ہوں اور دادا دادی ہوں تو وہ اُن کے قائم مقام ہیں، اس کے اہل وعیال جن کا خرچ اُس کے ذمہ ہے اگر وہ اُس کے حج پر جانے کو ناپسند کرتے ہوں اور اُسے ان کے ضائع ہونے کا خدشہ نہ ہو تو پھر اُس کے جانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر اُس کو یہ خدشہ ہو کہ اُس کی غیر موجودگی میں وہ ضائع ہو جائیں گے تو پھر اس کا حج پر جانا مکروہ ہے، اگر کسی شخص کا بیٹا بے ریش ہو تو وہ داڑھی آنے تک اُس کو حج کرنے سے منع کرے، اگر فرض ہو تو وہ ماں باپ کی اطاعت سے اولیٰ ہے اور اگر حج نفل ہو تو ماں باپ کی اطاعت اولیٰ ہے، جس شخص کے ذمہ کسی کا قرض ہو تو قرض ادا کرنے سے پہلے اُس کا حج یا جہاد پر جانا مکروہ ہے، ہاں اگر قرض خواہ اجازت دے دے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ (یہ تمام احکام اور مسائل در مختار، رد المحتار اور عالم گیری سے ماخوذ ہیں) تفسیر تبیان القرآن جلد۲ ص:۴۷۴))

احرام میں ممنوع کام: احرام میں حسب ذیل پابندیاں ہیں: (۱) محرم جماع کرنے سے یا اپنی وائف سے جماع کا ذکر کرنے سے احتراز کرے گا اپنی وائف کو شہوت سے نہیں چھوئے گا نہ بوسہ دے گا۔ (۲) کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں کرے گا۔ (۳) کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کرے گا۔ (۴) خشکی کے جانوروں کو شکار نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف اشارہ کرے گا، نہ اُن کی طرف رہنمائی کرے گا۔ (۵) قصداً یا بلا قصد خوشبو نہیں لگائے گا۔ (خوشبو کا سونگھنا مکروہ ہے، خوشبودار صابن سے نہانا شیمپو استعمال کرنا جائز نہیں) اگر خوشبودار چیز پکی ہوئی تھی تو حرج نہیں، اور اگر کچی ہو اور دوسری چیز سے مخلوط ہو اور خوشبو مغلوب ہو تو جائز ہے اور اگر غالب ہو تو جائز نہیں، اگر بعینہ خوشبودار چیز کھائی تو اُس پر دم ہے۔ (۶) ناخن نہ کاٹے (۷) چہرے کو نہ ڈھانپے گا، چہرہ کا بعض حصہ مثلاً منہ یا ٹھوڑی کو ہتھیلی سے نہیں ڈھانپے گا۔ (۸) سر کو نہیں ڈھانپے گا۔ (۹) داڑھی نہیں کاٹے گا، سر میں تیل نہیں ڈالے گا نہ بالوں میں خضاب لگائے گا، نہ ہاتھوں پر مہندی لگائے گا۔ (۱۰) سر یا بدن کے بال نہیں منڈائے گا۔ (۱۱) سلے ہوئے کپڑے نہیں پہنے گا۔ (۱۲) عمامہ یا ٹوپی نہیں پہنے گا۔ (۱۳) چمڑے کے موزے نہیں پہنے گا البتہ اگر ان کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دیا جائے کہ پنڈلیاں اور ٹخنے کھلے رہیں تو جائز ہے (ایسی چپل پہن سکتا ہے جس سے وسط قدم چھپا ہوا ہو اور ٹخنے کھلے ہوئے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کر پہن سکتا ہے۔ (بخاری: ۱۸۳۸) جرابیں پہننا جائز نہیں کیونکہ ان سے ٹخنے چھپ جاتے ہیں (۱۴) جس کپڑے کو ایسی چیز سے رنگا گیا ہو جس سے رنگنے کے بعد خوشبو آئے مثلاً زعفران اور ورس وغیرہ اس کو نہ پہنے۔ (۱۵) مکہ مکرمہ کے کسی درخت کو نہ کاٹے۔

احرام میں جائز کام: محرم حمام میں داخل ہو سکتا ہے، کسی مکان اور محمل کے سائے کو حاصل کر سکتا ہے (مثلاً چھتری وغیرہ استعمال کر سکتا ہے) لیکن کوئی چیز اس کے چہرہ یا سر کو مس نہ کرے، پیسے وغیرہ رکھنے کے لئے ہمیان کمر میں باندھ سکتا ہے (احرام کی چادر پر چمڑے کی پٹی باندھ لی جاتی ہے جس میں پیسے رکھنے کے لئے بٹوہ ہوتا ہے وہ بھی اسی حکم میں ہے) منطقہ (کمر باندھنے کی پیٹی) بھی باندھ سکتا ہے، بغیر خوشبو کا سرمہ لگا سکتا ہے، ختنہ کرا سکتا ہے، فصد لگوا سکتا ہے، داڑھ نکلوا سکتا ہے، ٹوٹی ہوئی ہڈی جڑوا سکتا ہے، سر یا کمر کو کھجا سکتا ہے لیکن اس احتیاط سے کہ بال نہ اکھڑیں، اگر تین بال اکھڑ جائیں تو ایک مٹھی طعام صدقہ کردے۔ احرام باندھنے سے قبل غسل کرنا اور بدن پر خوشبو لگانا جائز ہے خواہ بعد میں خوشبو آتی رہے۔

احرام میں مستحب کام: محرم بہ کثرت تلبیہ پڑھے لبیک اللھم لبیک ...... جب نماز پڑھے یا جب کسی بلندی پر چڑھے یا کسی وادی سے اترے، یا

سواروں سے ملے، یا سحری کا وقت ہو تو تلبیہ پڑھے۔ جب مکہ میں داخل ہو تو پہلے مسجد حرام میں باب السلام سے داخل ہو جب کعبہ کو دیکھے تو تین بار تکبیر اور کلمہ طیبہ پڑھے، کعبہ پر پہلی نظر پڑتے ہی دعا کرے، اس وقت کی دعا مقبول ہوتی ہے اور یہ دعا بھی کرے اے اللہ ہمارے دلوں میں کعبہ کی محبت اس کی تعظیم اور اس کی ہیبت کو زیادہ کر۔

عمرہ کرنے کا طریقہ: غیر ملکی میقات سے عمرہ کا احرام باندھ لے، پاکستان کے رہنے والے ہوائی جہاز سے سفر کرتے ہیں اس لئے وہ اپنے گھر میں غسل کر کے احرام باندھ لیں، اور ائیر پورٹ کے لاؤنج میں دو رکعت نماز پڑھ کر عمرہ کی نیت کر لیں: اے اللہ میں نے عمرہ کا ارادہ کیا ہے اس کو میرے لئے آسان کر دے اور میری طرف سے قبول فرما، پھر راستہ میں بہ کثرت تلبیہ پڑھے لَبَّیْكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ ...... مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ ادا کرے یعنی بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کرے اس طواف میں اضطباع کرے (احرام کی اُوپر والی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے کے اُوپر ڈال دے یہ اضطباع صرف طواف کے وقت ہوگا (لیکن اکثر حاجی میقات ہی سے دایاں کندھا ننگا رکھتے ہیں یہ خلاف سنت ہے) پہلے تین چکروں میں رمل کرے (کندھے ہلا ہلا کر دوڑتے ہوئے طواف کرے جب بھی حجر اسود کے سامنے سے گذرے تو اگر ممکن ہو تو اُس کو بوسہ دے، ورنہ اس کی طرف منہ کر کے دونوں ہتھیلیاں اس طرح کرے جیسے اس پر رکھ رہا ہے، اور الله اکبر الله اکبر لااله إلا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد پڑھے اور نبی ﷺ پر صلوۃ وسلام پڑھے، پھر اپنی ہتھیلیوں کو بوسہ دے، جب رکن یمانی کے پاس سے گذرے تو اُس کو بھی چھو کر اس کی تعظیم کرے، اس کو بوسہ دینے میں فقہاء احناف کے دو قول ہیں ایک قول منع کا ہے اور ایک قول جواز کا، اگر اس کی تعظیم نہ کر سکے تو پھر اس کے قائم مقام ہاتھ سے اشارہ کرنا مشروع نہیں۔ حجر اسود کی تعظیم کے ساتھ طواف ختم کرے پھر مقام ابراہیم کے پاس (یا حرم میں جہاں بھی جگہ ملے) دو رکعت نفل پڑھے اس کے بعد سعی کے سات چکر لگائے۔ سعی صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے، صفا پر چڑھ کر کعبہ کی طرف منہ کر کے الله اکبر الله اکبر لااله إلا اللهُ وَاللهُ اَکْبَرُ اَللهُ اکبرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ (یا بسم اللہ اللہ اکبر) پڑھے اور نبی ﷺ پر صلوۃ وسلام پڑھے، پھر دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کرے، پھر مروہ کی طرف روانہ ہو راستہ میں دو سبز نشانوں کے درمیان سے دوڑتا ہوا گذرے (عورت عام رفتار سے چلے گی)، طواف اور سعی کے دوران اُس کو جو دعائیں اور اذکار یاد ہوں اُن کو خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھتا رہے۔ صفا اور مروہ میں طواف مکمل کرنے کے بعد محرم سر کے بال کٹوالے یا منڈوالے، اب اُس کا عمرہ مکمل ہو گیا اور وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو گیا لیکن پھر بھی کوئی گناہ نہ کرے، فحش باتیں نہ کرے اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے، آٹھ ذوالحجہ تک حسب استطاعت عمرہ کرتا رہے اور مسجد حرام میں زیادہ سے زیادہ طواف کرتا رہے، عمرہ اور طواف میں طواف کی زیادہ فضیلت ہے، مسجد حرام میں کم از کم ایک بار قرآن مجید ختم کرنا چاہئے۔

رکن بیت اللہ: بیت اللہ کے چار گوشہ ہیں ہر گوشہ کو رکن کہتے ہیں: رکن اسود، رکن یمانی ان دونوں کو یمانیان بھی کہتے ہیں، اور دوسرے دو رکنوں کو شامیان کہتے ہیں یعنی رکن عراقی، رکن شامی۔ رکن اسود کو دو عظمتیں حاصل ہیں۔ ایک یہ بنائے ابراہیمی پر ہے دوسرے اس میں سنگ اسود واقع ہے اس لئے اسے منہ یا ہاتھ لگا کر چومنا سنت ہے رکن یمانی کو صرف ایک عظمت حاصل ہے بنیادِ ابراہیمی پر ہونا، اس لئے اُسے صرف ہاتھ لگا کر چومنا سنت ہے منہ نہ لگانا بہتر (مرقات شرح مشکوۃ) باقی دو رکن عراقی اور شامی کو ان دونوں میں سے کوئی عظمت حاصل نہیں، کیونکہ یہ درمیانِ کعبہ میں ہیں حطیم شریف بھی داخل کعبہ ہے اس لئے اُسے چومنا سنت نہیں۔ مراۃ جلد ۴ص:۱۲۹

رکن اسود: جنوب مشرقی رکن اسی میں جنتی پتھر حجر اسود نصب ہے اسی کونے سے طواف شروع ہوگا اگر دُور سے حجر اسود نظر نہ آئے تو زمین پر بالکل اس کے سامنے ایک لمبی لکیر کھینچی گئی ہے آپ نیچے دیکھتے رہیں جب وہ لکیر نظر آئے تو نگاہ اوپر اٹھا کر اپنے بائیں طرف دیکھیں آپ کو حجر اسود نظر آئے گا آپ اس کی طرف اشارہ کر کے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کو چوم کر طواف شروع کر دیں جب یہاں دوبارہ پہنچیں گے تو آپ کا ایک چکر پورا ہو جائے گا دوبارہ اسی طرح ہاتھ اٹھا کر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ دوسرا چکر شروع کر دیں۔ حجر اسود سے پہلے والا رکن رکن یمانی کہلاتا ہے جب یہاں پہنچیں تو (رَبَّنَا

آتِنَـا فِـى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِـى الاخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ) پڑھنا شروع کردیں یہاں تک کہ آپ حجر اسود تک پہنچ جائیں حضور ﷺ حالت طواف میں رکن یمانی اور رکن اسود کے درمیان یہ جامع دعا مانگتے تھے کیونکہ اس جگہ ستر فرشتے مقرر ہیں جو طواف والوں کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ مراۃ جلد۴ص:۱۳۴ محدث علی قاری شارح مشکوۃ نے فرمایا: طواف کے چکروں میں دعائیں مقرر نہیں کہ فلاں چکر میں یہ دعا مانگے فلاں میں یہ ہاں بحالت طواف قرآن مجید پڑھنا حضور ﷺ سے ثابت نہیں بہتر یہ ہے کہ دعائیں ہی مانگے۔ (مراۃ جلد۴ص:۱۳۹) شیخ عبدالحق محدث دھلوی فرماتے ہیں: اس دعا کے سواء کوئی اور دعا منقول نہیں اب جو طواف کے ساتھ چکروں کی الگ الگ دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ سلف صالحین سے منقول ہیں۔ (مراۃ جلد۴ص:۱۳۴) اس لئے بہتر یہ ہے کہ جو بھی دعا یاد ہو یا جو دل میں آئے مانگے سہولت کے لئے کتابوں پر لکھی دعائیں بھی پڑھی جاسکتیں ہیں۔

حج کرنے کا طریقہ: حج کرنے والا آٹھ ذوالحجہ کو صبح کی نماز مسجد حرام میں ادا کرے حج کی نیت سے غسل کر کے احرام باندھے، دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے" اے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کو میرے لئے آسان کردے اور قبول فرما، اور فجر کی نماز کے بعد منیٰ کے لئے روانہ ہو جائے اور ظہر کی نماز وہاں پہنچ کر پڑھے، حج کی سعی کو طواف پر مقدم کرنا جائز ہے-اس لئے آسانی اسی میں ہے کہ سات ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھ لے اور حج کی سعی کرلے اور آٹھ تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد منیٰ روانہ ہو جائے، اور بقیہ نمازیں منیٰ میں ادا کرے اور طلوع فجر کے بعد منیٰ سے عرفات کے لئے روانہ ہو، اگر امام کے ساتھ نماز پڑھے تو ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھے ورنہ ہر نماز اپنے وقت میں پڑھے، (مفتی نعیم الدین صاحب لکھتے ہیں: اس جمع کے لئے امام اعظم ضروری ہے اگر امام اعظم نہ ہو یا گمراہ اور بدمذہب ہو تو ہر ایک نماز علیحدہ اپنے اپنے وقت میں پڑھی جائے (تفسیر خزائن العرفان ص:۴۷) اس کے بعد جبل رحمت کے قریب جا کر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور بلند آواز سے گڑگڑا کر دعا مانگے اور زندگی کے تمام گناہوں سے توبہ کرے، تاہم کھڑا ہونا شرط یا واجب نہیں ہے اگر بیٹھ کر دعا کی پھر بھی جائز ہے-اس جگہ رسول اللہ ﷺ نے وقوف فرمایا تھا یہ جگہ میدانِ عرفات کے وسط میں ہے، اگر یہاں موقع نہ ملے تو وادی عرنہ کے سوا تمام میدانِ عرفات موقف ہے، میدانِ عرفات میں جس جگہ بھی کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر دعا کرلی، حج ہو جائے گا (خیال رہے مسجد نمرہ جس میں نماز پڑھی جاتی ہے یہ مسجد میدانِ عرفات سے خارج ہے-یہ بطن عرنہ میں واقع ہے اگر کسی شخص نے لاعلمی کی وجہ سے اس مسجد میں ہی قیام کرلیا اور میدانِ عرفات نہیں گیا تو اس کا حج نہیں ہوگا) غروب آفتاب تک میدانِ عرفات میں رہنا واجب ہے، غروب آفتاب کے بعد میدانِ عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہو، راستہ میں الـلـه اكبـر الـلـه اكبر لااله إلا الـلـهُ وَاللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اكبرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْد پڑھتا رہے (یا تلبیہ لَبَّيْكَ الـلّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَـرِيْكَ لَكَ حاضر ہوں الٰہی میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بیشک تعریف، نعمت، ملک، تیرے ہیں تیرا کوئی شریک نہیں پڑھتا رہے) پیدل جانا مستحب ہے۔

مزدلفہ میں رات گذارنا: مزدلفہ میں مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں پڑھے، مغرب میں ادا کی نیت کرے اور اس کی سنتوں کو ترک کردے اس رات کو جاگ کر عبادت کرنا لیلۃ القدر میں جاگنے سے افضل ہے، اسی رات میں رمی کے لئے ستر یا اسی کنکریاں چن لے۔ (یہ کنکریاں راستہ میں یا منی سے بھی لی جاسکتی ہیں) طلوع فجر کے بعد صبح کی نماز منہ اندھیرے پڑھے، اس کے بعد وقوف کرے (کھڑے ہو کر دعا کرے) وقوف کا وقت طلوع فجر سے لے کر طلوع شمس تک ہے۔ خواہ اس وقت چل رہا ہو وقوف ہو جائے گا-الـلـه اكبـر الـلـه اكبـر لااله إلا الـلهُ وَاللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اكبرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْد پڑھے، تلبیہ پڑھے درود شریف پڑھے اور دعا کرے، جب خوب روشنی پھیل جائے تو منیٰ کے لئے روانہ ہو اور جمرہ عقبہ کو رمی کرے، (وہ جمرہ جو مکہ کی جانب ہے یعنی پہلے دن پہلے اور دوسرے جمروں کو چھوڑ دے آخری جمرہ کو کنکریاں مارے) پانچ ہاتھ کے فاصلہ سے سات کنکریاں مارے، ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہے، رمی کے بعد قربانی کرے، پھر سر کے منڈوالے یا کٹوالے، منڈوانا افضل ہے، اگر بال کٹوائے تو ایک پور کے برابر بال کٹوائے چوتھائی سر کے بال کٹوانا واجب ہے اور پورے سر کے بال کٹوانا مستحب ہے، سر منڈوانے کے بعد وہ حلال ہوگیا اور وائف سے

جماع کے علاوہ اُس پر ہر چیز حلال ہوگئی، پھر ایامِ نحر کے تین دنوں میں سے کسی ایک دن مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت کرلے، اگر پہلے سعی کر چکا ہے تو اس طواف میں رمل نہیں کرے گا، اور اگر پہلے سعی نہیں کی تو پہلے تین چکروں میں رمل کرے گا اور سات چکر پورے کرے، دو رکعت نماز طواف پڑھے گا اور اس کے بعد سعی کرے گا، طوافِ زیارت کے بعد اس پر بیوی بھی حلال ہو جائے گی- اگر اس نے طوافِ زیارت کو قربانی کے تین دنوں کے بعد کیا تو یہ فعل مکروہ تحریمی ہے اور اس پر دم لازم آئے گا، (طوافِ زیارت کا وقت ساری عمر ہے) وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت کرنے کے بعد حج کے ارکان ادا ہو گئے، وقوفِ مزدلفہ، حج کی سعی اور رمی جمار واجب ہیں، ان میں سے کسی ایک کے بھی ترک سے دم لازم آئے گا، دس ذوالحجہ کو طوافِ زیارت کرنے کے بعد منیٰ لوٹ آئے اور رات وہاں گذارے، اور گیارہ تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمرات پر رمی کرے اور ہر جمرہ پر سات سات کنکریاں مارے، پھر بارہ تاریخ کو اسی طرح کنکریاں مارے- دس تاریخ کو رمی کرنے کا وقت فجر سے غروب تک ہے اور گیارہ اور بارہ تاریخ کو زوال سے لے کر غروب تک ہے، تیرہ تاریخ کو طلوع فجر سے پہلے منیٰ سے مکہ روانہ ہوسکتا ہے اور تیرہ تاریخ کی فجر کو پالیا تو پھر اس دن کی رمی کرنی ہوگی- جب مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے کا ارادہ کرے تو الوداعی طواف کرے اس کو طوافِ صدر کہتے ہیں یہ طواف (آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والوں کے لئے) واجب ہے (عورت نے اگر طوافِ زیارت کرلیا ہو اور روانگی کے وقت اُس کو ماہواری آجائے تو اُس کو طوافِ الوداع معاف ہے)، افتتاحی طواف کو طوافِ قدوم کہتے ہیں یہ مستحب ہے، طوافِ زیارت فرض ہے اور وداع یا طوافِ صدر واجب ہے- طوافِ وداع کرنے کے بعد حج کے تمام ارکان اور واجبات ادا ہوگئے اور حج مکمل ہوگیا، اس کے بعد مدینہ منورہ کا سفر کرے۔ (مراقی الفلاح ص:۴۴۸) تفسیر تبیان القرآن سعیدی جلد۱ص:۵۹۷-۶۲۷ کتاب الحج (قدوری)

حج قران: اور قران کی تفصیل یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ کا اکٹھا احرام باندھا جائے اور نماز کے بعد یہ کہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُالْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ مُخْلِصاً لِلّٰہِ تعالی الٰہی میں حج اور عمرہ کرنا چاہتا ہوں تو ان دونوں کو میرے لئے آسان کردے اور ان کو میری طرف سے قبول فرما یا اس طرح کہے لبیک عمرۃ وحجا پھر جب مکہ میں داخل ہو تو طواف شروع کرے یعنی خانہ کعبہ کے سات چکر لگائے پہلے تین پھیروں میں رمل کرے اور باقی تین پھیروں میں عام چال سے چلے اور اس کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی کرے اور یہ افعال عمرہ کے ہیں۔ پھر سعی کے بعد طوافِ قدوم کرلے اور حج قران کے لئے صفا و مروہ کی سعی بھی کرلے جیسا کہ ہم حج مفرد کے حق میں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ (اور حج و عمرہ کے درمیان سر نہ منڈائے بلکہ قربانی کے دن سر منڈائے)

پھر جب قربانی کے دن جمرہ عقبہ پر کنکریاں مار چکے تو بکری یا ایک گائے یا ایک اونٹ ذبح کرے یا اونٹ یا گائے کے ساتویں حصہ میں شریک ہو پس یہ دم قران کا ہے۔ اگر اس کے پاس کوئی جانور ذبح کرنے کو نہیں ہے تو وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اس طرح کہ آخر روزہ عرفہ کے دن کا ہو۔ اگر روزے نہیں رکھ سکا یہاں تک کہ قربانی کا دن آگیا تو اب اُس کے لئے سوائے دم قران کے اور کوئی چیز کافی نہ ہوگی پھر (یعنی ایام تشریق گذر جانے کے بعد) اپنے گھر آکر سات روزے رکھے اور اگر ان روزوں کو حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ ہی میں رکھ لے تب بھی جائز ہے۔ اگر کوئی قارن (یعنی حج قران والا) مکہ میں نہیں گیا اور عرفات چلا گیا تو وقوف کی وجہ سے وہ عمرہ کا تارک ہوگیا اور دم قران بھی اس سے ساقط ہوگیا۔ اور عمرہ چھوڑنے کی وجہ سے ایک اور دم اس پر لازم ہے اور اس عمرہ کی قضا کرنی بھی اُس پر لازم ہے۔

حج تمتع: ہمارے نزدیک (ظاہر روایت میں) تمتع افراد سے افضل ہے اور متمتع (یعنی حج تمتع کرنے والے) کی دو قسمیں ہیں- ایک وہ جو ہدی لے جائے دوسرا وہ جو ہدی نہ لے جائے اور حج تمتع کا طریقہ یہ ہے کہ حاجی میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو اور عمرہ کے لئے طواف کرے اور (صفا مروہ کے درمیان) سعی کرے اور (اس کے بعد) سر منڈوا کر یا بال کتروا کر اپنے عمرہ سے حلال ہو جائے اور طواف شروع وقت تلبیہ کہنا چھوڑ دے۔ (یعنی حجر اسود کا استلام کرنے کے بعد) اور حلال ہو کر مکہ میں ٹھہرا رہے پھر جب یوم ترویہ آئے تو مسجد حرام سے احرام باندھے اور

جس طرح (فقط) حج کرنے والا کرتا ہے اسی طرح یہ بھی کرے اور تمتع کا دم اس پر لازم ہے پس اگر دم میسر نہ ہو تو حج (کے دنوں) میں تین روزے رکھے اور سات روزے گھر آ کر رکھے۔اور اگر کوئی متمتع ہدی ساتھ لے جانا چاہے تو وہ (عمرہ کا) احرام باندھ کر اپنی ہدی کو لے جائے پس اگر ہدی اونٹ ہے تو اُس کی گردن میں پرانا مشکیزہ یا پرانے جوتے ڈال دے،اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اونٹ کو اشعار کردے اور اشعار کے معنی یہ ہیں کہ اس کی دائیں جانب سے اس کے کوہان میں زخم کردے (اور اولیٰ یہ ہے کہ بائیں جانب میں زخم کرے) اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اشعار نہ کرے (اسی پر فتویٰ ہے) اور امام صاحب نے اصل اشعار کو مکروہ نہیں کہا بلکہ اپنے زمانہ کے اشعار کو مکروہ فرمایا تھا کیونکہ وہ لوگ ایسا زخم کرتے تھے کہ اونٹ کے مرجانے کا اندیشہ تھا لیکن اگر کوئی اشعار کے معنی سے بخوبی واقف ہو کہ فقط کھال ہی کٹے گوشت تک نوبت نہ پہنچے تو اس میں کچھ حرج نہیں) پس جب مکہ میں داخل ہو تو طواف کرے اور سعی کرے اور حلال نہ ہو یہاں تک کہ ترویہ کے دن حج کا احرام باندھے اور اگر اس سے پہلے احرام باندھ لیا تب بھی جائز ہے اور اس پر تمتع کا دم لازم ہے۔پس جب قربانی کے دن سر منڈ والے گا تو دونوں احراموں سے حلال ہو جائے گا اور اہل مکہ کے لئے تمتع ہے اور نہ قران بلکہ ان کے لئے حج افراد خاص ہے۔مفتی نعیم الدین مرادآبادی سورہ بقرہ کی آیت (۱۹۶) کی تفسیر میں لکھتے ہیں اہل مکہ کے لئے نہ تمتع ہے نہ قران اور حدود میقات کے اندر رہنے والے اہل مکہ میں داخل ہیں۔(تفسیر خزائن العرفان ص ۴۶) اور اگر متمتع اپنے عمرہ سے فارغ ہو کر اپنے شہر کو چلا گیا اور وہ ہدی نہیں لے گیا تھا تو اُس کا تمتع باطل ہو گیا (اور اگر ہدی لے گیا تھا تو تمتع باطل نہیں ہو گا) اور اگر کسی نے حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور اُس کے طواف کے چار پھیروں سے ابھی کم کئے پھر حج کا مہینہ داخل ہو گیا تو ان سے ان پھیروں کو پورا کر دیا (یعنی پورے سات پھیرے کر لئے) اور حج کا احرام باندھ لیا تو یہ شخص متمتع ہو جائے گا،اگر کسی نے حج کے مہینوں سے پہلے اپنے طواف کے چار پھیرے یا اس سے زائد کر لئے تھے پھر اسی سال اُس نے حج کیا تو وہ متمتع نہ ہو گا۔حج کے مہینے یہ ہیں شوال ذوالقعدہ اور دس روز ذی الحجہ کے،اگر کسی نے ان سے پہلے حج کا احرام باندھ لیا تو تب بھی جائز ہے اور اس کا حج درست ہو جائے گا (لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے تفسیر خزائن العرفان ص ۴۶) وَإِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ اغْتَسَلَتْ وَأَحْرَمَتْ وَصَنَعَتْ كَمَا يَصْنَعُهُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنَّهَا لَاتَطُوْفُ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرَ ، وَإِذَا حَاضَتْ بَعْدَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ وَبَعْدَ طَوَافِ الزِّيَارَةِ انْصَرَفَتْ مِنْ مَكَّةَ وَلَاشَيْءَ عَلَيْهَا لِتَرْكِ طَوَافِ الصَّدْرِ.
اور اگر احرام کے وقت عورت کو حیض آجائے تو وہ غسل کر کے احرام باندھ لے اور جس طرح حاجی کرتے ہیں اسی طرح کرے سوائے اس کے کہ وہ پاک ہونے تک خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے اور اگر وقوف عرفات اور طواف زیارت کے بعد حیض آجائے تو وہ مکہ سے لوٹ جائے اور طواف وداع ترک کرنے کی وجہ سے اُس پر کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔

جنایات (یعنی قصوروں) کا بیان:

إِذَا تَطَيَّبَ الْمُحْرِمُ فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ ، فَإِنْ طَيَّبَ عُضْواً كَامِلاً فَمَا زَادَ فَعَلَيْهِ دَمٌ، وَإِنْ طَيَّبَ أَقَلَّ مِنْ عُضْوٍ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ ، وَإِنْ لَبِسَ ثَوْباً مَخِيْطاً أَوْ غَطّٰى رَأْسَهُ يَوْماً كَامِلاً فَعَلَيْهِ دمٌ ، وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ، وَإِنْ حَلَقَ رُبُعَ رَأْسِهِ فَصَاعِداً فَعَلَيْهِ دمٌ ، وَإِنْ حَلَقَ أَقَلَّ مِنَ الرُّبُعِ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ، وَإِنْ حَلَقَ مَوَاضِعَ الْمَحَاجِمِ مِنَ الرَّقَبَةِ

فَعَلَيْهِ دَمٌ عِنْدَ أبى حنيفة وَقَالَ أبو يوسف ومحمدٌ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ ، وَإِنْ قَصَّ أَظَافِيْرَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَعَلَيْهِ دمٌ ،وَإِنْ قَصَّ يَداً أَوْ رِجْلاً فَعَلَيْهِ دَمٌ، وَإِنْ قَصَّ أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ أَظَافِيْرِ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَإِنْ قَصَّ أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ أَظَافِيْرِ مُتَفَرِّقَةً مِنْ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ عِنْدَ أبى حنيفةَ وَ أبى يوسفَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ دَمٌ.

وَإِنْ تَطَيَّبَ أَوْ حَلَقَ أَوْ لَبِسَ مِنْ عُذْرٍ فَهُوَ مُخَيَّرٌ: إِنْ شَاءَ ذَبَحَ شَاةً وَإِنْ شَاءَ تَصَدَّقَ عَلٰى سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ بِثَلَاثَةِ أَصْوُعٍ مِنْ طَعَامٍ، وَإِنْ شَاءَ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ، وَإِنْ قَبَّلَ أَوْ لَمَسَ بِشَهْوَةٍ فَعَلَيْهِ دَمٌ، وَمَنْ جَامَعَ فِى أَحَدِ السَّبِيْلَيْنِ قَبْلَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ فَسَدَ حَجُّهُ

وَعَلَيْهِ شَاةٌ ، وَيَمْضِي فِي الْحَجِّ كَمَا يَمْضِيْ مَنْ لَمْ يَفْسُدْ حَجُّهُ ،وَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يُفَارِقَ امْرَأَتَهُ إِذَا حَجَّ بِهَافِي الْقَضَاءِ، وَمَنْ جَامَعَ بَعْدَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ لَمْ يَفْسُدْ حَجُّهُ، وَعَلَيْهِ بَدَنَةٌ، فَإِنْ جَامَعَ بَعْدَ الْحَلْقِ فَعَلَيْهِ شَاةٌ، وَمَنْ جَامَعَ فِي الْعُمْرَةِ قَبْلَ أَنْ يَطُوْفَ أَرْبَعَةَ أَشْوَاطٍ أَفْسَدَهَا وَمَضَى فِيْهَا وَقَضَاهَا وَعَلَيْهِ شَاةٌ ، وَإِنْ وَطِيءَ بَعْدَ مَا طَافَ أَرْبَعَةَ أَشْوَاطٍ فَعَلَيْهِ شَاةٌ وَلا تَفْسُدُ عُمْرَتُهُ ، وَلا يَلْزَمُهُ قَضَاؤُهَا ، وَمَنْ جَامَعَ نَاسِياً كَمَنْ جَامَعَ عَامِداً فِي الْحُكْمِ ، وَمَنْ طَافَ طَوَافَ الْقُدُوْمِ مُحْدِثاً فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ، وَإِنْ طَافَ جُنُباً فَعَلَيْهِ شَاةٌ ، وَمَنْ طَافَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ مُحْدِثاً فَعَلَيْهِ شَاةٌ ، وَإِنْ طَافَ جُنُباً فَعَلَيْهِ بَدَنَةٌ، وَالْأَفْضَلُ أَنْ يُعِيْدَ الطَّوَافَ مَادَامَ بِمَكَّةَ وَلا ذَبْحَ عَلَيْهِ وَمَنْ طَافَ طَوَافَ الصَّدْرِ مُحْدِثاً فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ،وَإِنْ طَافَ جُنُباً فَعَلَيْهِ شَاةٌ، وَمَنْ تَرَكَ مِنْ طَوَافِ الزِّيَارَةِ ثَلاثَةَ أَشْوَاطٍ فَمَا دُوْنَهَا فَعَلَيْهِ شَاةٌ ، وَإِنْ تَرَكَ أَرْبَعَةَ أَشْوَاطٍ بَقِيَ مُحْرِماً أَبَداً حَتَّى يَطُوْفَهَا ، وَمَنْ تَرَكَ ثَلاثَةَ أَشْوَاطٍ مِنْ طَوَافِ الصَّدْرِ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ، وَإِنْ تَرَكَ طَوَافَ الصَّدْرِ أَوْ أَرْبَعَةَ أَشْوَاطٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ شَاةٌ، وَمَنْ تَرَكَ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَعَلَيْهِ شَاةٌ، وَحَجُّهُ تَامٌّ ، وَمَنْ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ قَبْلَ الإِمَامِ فَعَلَيْهِ دَمٌ، وَمَنْ تَرَكَ الْوُقُوْفَ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَعَلَيْهِ دَمٌ، وَمَنْ تَرَكَ رَمْيَ الْجِمَارِ فِي الْأَيَّامِ كُلِّهَافَعَلَيْهِ دَمٌ، وَإِنْ تَرَكَ رَمْيَ يَوْمٍ وَاحِدٍ فَعَلَيْهِ دَمٌ، وَإِنْ تَرَكَ رَمْيَ إِحْدَى الْجِمَارِ الثَّلاثَ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ، وَإِنْ تَرَكَ رَمْيَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ فِي يَوْمِ النَّحْرِ فَعَلَيْهِ دَمٌ، وَمَنْ أَخَّرَ الْحَلْقَ حَتَّى مَضَتْ أَيَّامُ النَّحْرِفَعَلَيْهِ دَمٌعِنْدَ أَبِي حنيفةَ وَكَذَالِكَ لَوْ أَخَّرَ طَوَافَ الزِّيَارَةِ عِنْدَ أبي حنيفةَ رحمه الله.

وَإِذَا قَتَلَ الْمُحْرِمُ صَيْداً أَوْ دَلَّ عَلَيْهِ مَنْ قَتَلَهُ فَعَلَيْهِ الْجَزَاءُ، يَسْتَوِي فِي ذَلِكَ الْعَامِدُ وَالنَّاسِي وَالْمُبْتَدِىءُ وَالْعَائِدُ .وَالْجَزَاءُ عِنْدَ أَبِي حنيفةَ وَ أبي يوسف: أَنْ يُقَوَّمَ الصَّيْدُ فِي الْمَكَانِ الَّذِيْ قَتَلَهُ فِيْهِ أَوْ فِي أَقْرَبِ الْمَوَاضِعِ مِنْهُ إِنْ كَانَ فِي بَرِّيَّةٍ، يُقَوِّمُهُ ذَوَا عَدْلٍ، ثُمَّ هُوَ مُخَيَّرٌ فِي الْقِيْمَةِ: إِنْ شَاءَ ابْتَاعَ بِهَا هَدْياً فَذَبَحَهُ إِنْ بَلَغَتْ قِيْمَتُهُ هَدْياً وَإِنْ شَاءَ اشْتَرَى بِهَا طَعَاماً فَتَصَدَّقَ بِهِ عَلَى كُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ صَاعاً مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيْرٍ، وَإِنْ شَاءَ صَامَ عَنْ كُلِّ نِصْفِ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ يَوْماً، وَعَنْ كُلِّ صَاعٍ مِنْ شَعِيْرٍ يَوْماً، فَإِنْ فَضَلَ مِنَ الطَّعَامِ أَقَلُّ مِنْ نِصْفِ صَاعٍ فَهُوَ مُخَيَّرٌ : إِنْ شَاءَ تَصَدَّقَ بِهِ، وَإِنْ شَاءَ صَامَ عَنْهُ يَوْماً كَامِلاً.

وَقَالَ مُحمدٌ يَجِبُ فِي الصَّيْدِ النَّظِيْرُ فِيْمَا لَهُ نَظِيْرٌ،فَفِي الظَّبْيِ شَاةٌ، وَفِي الضَّبْعِ شَاةٌ، وَفِي الْأَرْنَبِ عَنَاقٌ، وَفِي النَّعَامَةِ بَدَنَةٌ، وَفِي الْيَرْبُوْعِ جَفْرَةٌ، وَمَنْ جَرَحَ صَيْداً، أَوْ نَتَفَ شَعْرَهُ، أَوْ قَطَعَ عُضْواً مِنْهُ ضَمِنَ مَا نَقَصَ مِنْ قِيْمَتِهِ، وَإِنْ نَتَفَ رِيْشَ طَائِرٍ، أَوْ قَطَعَ قَوَائِمَ صَيْدٍ، فَخَرَجَ بِهِ مِنْ حَيِّزِ الْاِمْتِنَاعِ فَعَلَيْهِ قِيْمَتُهُ كَامِلَةً، وَمَنْ كَسَرَ بَيْضَ صَيْدٍ فَعَلَيْهِ قِيْمَتُهُ، فَإِنْ خَرَجَ مِنَ الْبَيْضِ فَرْخٌ مَيِّتٌ فَعَلَيْهِ قِيْمَتُهُ حَيًّا.

وَلَيْسَ فِي قَتْلِ الْغُرَابِ وَالْحِدَأَةِ وَالذِّئْبِ وَالْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَالْفَارَةِ وَالْكَلْبِ الْعَقُوْرِ جَزَاءٌ، وَلَيْسَ فِي قَتْلِ الْبَعُوْضِ وَالْبَرَاغِيْثِ وَالْقُرَادِ شَيْءٌ، وَمَنْ قَتَلَ قَمْلَةً تَصَدَّقَ بِمَا شَاءَ، وَمَنْ قَتَلَ جَرَادَةً تَصَدَّقَ بِمَا شَاءَ، وَتَمْرَةٌ خَيْرٌ مِنْ جَرَادَةٍ، وَمَنْ قَتَلَ مَالا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ مِنَ الصَّيْدِ كَالسِّبَاعِ وَنَحْوِهَا فَعَلَيْهِ الْجَزَاءُ، وَلا يَتَجَاوَزُ بِقِيْمَتِهَا شَاةً، وَإِنْ صَالَ السَّبُعُ عَلَى مُحْرِمٍ فَقَتَلَهُ فَلا شَيْءَ عَلَيْهِ ، وَإِنِ اضْطُرَّ الْمُحْرِمُ إِلَى أَكْلِ لَحْمِ الصَّيْدِ فَقَتَلَهُ فَعَلَيْهِ الْجَزَاءُ،وَلابَأْسَ أَنْ يَذْبَحَ الْمُحْرِمُ الشَّاةَ وَالْبَقَرَةَ وَالْبَعِيْرَ وَالدَّجَاجَ وَالْبَطَّ الْكَسْكَرِيَّ،وَإِنْ قَتَلَ حَمَاماً مُسَرْوَلاً أَوْ ظَبْياً مُسْتَأْنِساً فَعَلَيْهِ الْجَزَاءُ، وَإِنْ ذَبَحَ الْمُحْرِمُ صَيْداً فَذَبِيْحَتُهُ مَيْتَةٌ لايَحِلُّ أَكْلُهَا، وَلابَأْسَ أَنْ يَأْكُلَ الْمُحْرِمُ لَحْمَ صَيْدٍ اصْطَادَهُ حَلالٌ أَوْ ذَبَحَهُ إِذَا لَمْ يَدُلَّهُ الْمُحْرِمُ عَلَيْهِ وَلا أَمَرَهُ بِصَيْدِهِ وَفِي صَيْدِ

☆☆☆

زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین

حضور قبلۂ عالم حضور نقش لاثانی قدس سرہ العزیز

کے ارشادات عالیہ

......(حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی علیہ الرحمہ)......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذیل میں حضور پرنور سیدی ومرشدی، حضور نقش لاثانی قدس سرہ العزیز کے چند ارشادات عالیہ، مضمون وار پیش کئے جاتے ہیں۔ ''انوار لاثانی'' میں دیئے گئے۔ ملفوظات بکھرے موتیوں کی شکل میں تھے، یہاں انہیں خاص عنوانات سے اضافے کے ساتھ مرتب کیا جاتا ہے۔

ذکر خداوندی: ۱۔ ذکر وفکر اور مراقبے میں تساہل نہ کرو۔ ۲۔ دل کو وساوس وخطرات سے پاک رکھو اور ذکر الٰہی سے آباد کرو۔ ۳۔ عبادت کی کنجی فکر ہے۔ ذکر کی حلاوت تواضع اور خاکساری ہے۔ ۴۔ اللہ کی یاد میں رہنا بادشاہت سے بہتر ہے۔ ۵۔ جو شخص ذکر خدا میں ڈوبا ہو۔ وہ سوائے ضرورت معیشت دنیا کی طرف التفات نہیں کرتا۔ ٦۔ تم خدا کے بندے ہو اور حضور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت ہو۔ تم پر لازم ہے کہ قانون ربانی پر عمل پیرا ہو کر تمام روئے زمین پر اسی کی عظمت اور اللہ جل شانہ کا ذکر پھیلاؤ۔ قطب الاقطاب، غوث الاغیاث سیدنا ومولانا حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ذکر کے متعلق کیا خوف ارشاد فرماتے ہیں۔

ہر روز باشی صائماً ، ہر لیل باشی قائماً
درذکر باشی دائماً ، مشغول شو درذکر ہو
گر عیش خواہی جاوداں ، عزت بخواہی در جہاں
ایں ذکر ہو ہر آں بخواں مشغول شو در ذکر ہو
سودے ندارد خفتنت ، ناچار باید رفتنت
در گور تنہا ماندنت مشغول شودر ذکر ہو
ہو ہو بذکر ش ساز کن ، نام خدا آ غاز کن
قفلے ز سینہ باز کن ، مشغول شودر ذکر ہو
علمے بخوانی با عمل ، فردا نباشی تا خجل
در پیش قادر لم یز ل مشغول شودر ذکر ہو
ہر دم خدارا یاد کن ، دلہائے غمگین شاد کن
بلبل صفت فریاد کن ، مشغول شودر ذکر ہو
مسکین احمد مرد شو ، وز جملہ عالم فرد شو

دررراہ حق چوں گرد شو ، مشغول شودر ذکر ہو

۷۔ تہجد کی مداومت کرو، جس نے جو کچھ پایا ہے تہجد ہی سے پایا ہے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ سے مشغول ہونا چاہیے، یہ دنیا بے وفا ہے، فانی ہے، اپنا تعلق باقی سے پیدا کرو۔ ۹۔ تونگروہ ہے جو دنیا کی غلامی سے آزاد ہو جائے، میرا مطلب یہ نہیں کہ کسب حلال سے ہاتھ اٹھالو مقصد یہ ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ سے غافل ہو کر دنیا کی طرف نہ دوڑو، حریص نہ بن جاؤ۔ طلب ریاست وعزہ جاہ میں دین ہاتھ سے نہ دے دو۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا

؎ چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش ونقرہ وفرزند وزن

اچھی طرح جان لو، یہ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں پھر کیوں آخرت کو دنیا پر قربان کرتے ہو۔

۱۰۔ اللہ کی رضا پر راضی رہو، صبر، حوصلہ اور شکر کی عادت ڈالو۔ ۱۱۔ خاموشی میں اللہ اللہ کہو، اس کی برکت سے دل گویا اور زبان موثر ہو جائے گی۔

۱۲۔ جب تک تو طالب دنیا ہے، دنیا نہ ملے گی بلکہ تجھ پر سوار رہے گی۔ جب تو اس طرف سے فارغ ہو کر اللہ کی طرف مشغول ہوا تو دنیا پر بادشاہ پر بنا۔

مقام مصطفیٰ ﷺ: ۱۔ نبی کریم ﷺ کی محبت ہر محبت پر فائق ہے۔ ۲۔ خدا کی محبت کی علامت یہ ہے کہ حضور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سے کامل محبت ہو۔ ۳۔ عشق الٰہی کا باغ ہمیشہ تازہ ہے، چمنستان محمدی (علی صاحبہ الصلوۃ والسلام) کو دنیوی بہار و خزاں سے کوئی علاقہ نہیں۔ اپنا گھر اس سدا بہار باغ میں بناؤ۔

۴۔ اللہ اکبر اس دنیا میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے شرم رکھو، اس جہان میں خدا تم سے شرم رکھے گا۔ ۵۔ اگر تم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور اہل بیت کی محبت میں سرشار رہے تو سب کچھ ہے۔ اگر اس میں نقص ہوا تو کچھ بھی نہ رہا۔ ۶۔ جن لوگوں کو شان مصطفیٰ ﷺ میں چون وچرا ہے، ان سے دور بھاگ جاؤ، ان کی بدبو سے بچو۔ گفتگو تک نہ سنو۔ ۷۔ (راقم الحروف سے ایک بار فرمایا) خدا تعالیٰ سے دعا کرو تو حضور ﷺ کی محبت مانگو کہ اصل دولت یہی ہے۔ ۸۔ (مدینہ منورہ میں مسجد نبی علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کے باب جبریل میں کھڑے ہو کر فقیر نے دعا کی التجا کی تو فرمایا) سرکار ﷺ کے دربار میں حاضر ہو، کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی آرزو ہو سکتی ہے؟ ۹۔ دربار شریف کے ایک خادم خصوصی نے پوچھا کہ حضور قبلہ عالم حضور شاہ لاثانی علیہ الرحمۃ کے مزار پر انور پر حاضر ہو کر کیا پڑھنا چاہیے تو) فرمایا، خاموشی اور مراقبہ زیادہ سے زیادہ، (پوچھا حضور سید کون ومکان سلطان دو جہاں ﷺ وہ اصحابہ وبارک وسلم کے دربار میں حاضری کا شرف حاصل ہو تو پھر؟) فرمایا، زیادہ سے زیادہ درود شریف۔ ۱۰۔ (سرکار مدینہ ﷺ کی نعت پاک کے ساتھ حضرت اقدس کو خاص شغف ہے۔ حضور رحمۃ للعلمین علیہ افضل الصلوۃ والسلام کا ذکر نورانی ذوق وشوق سے سنتے تھے اور اکثر وبیشتر بزرگان دین اور دیگر عظیم شعرا کے نعتیہ اشعار حضرت والا اپنی زبان حق ترجمان سے خود بھی سناتے تھے، مثلاً) شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر آپ نے کئی بار پڑھا ہے۔

؎ ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

نیز حضرت عزت بخاری قدس سرہ کا یہ شعر بھی جو حضور سید عالم سلطان کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کے دربار گوہر بار کے بارے میں بہت دفعہ سنا گیا ہے

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید بایزید اینجا

۱۱۔ فرمایا ، درود شریف، ادب، انکسار اور محبت سے پڑھا کرو۔

حب اہل بیت وتعظیم صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین): ۱۔ مقام صدیق رضی اللہ عنہ: شعبان ۱۴۰۱ھ میں ایک عیسائی نوجوان حضور والا کے دست حق پرست پر بیعت ہوا، حضرت نے نام پوچھا تو اس نے کہا، صدیق مسیح، آپ نے ارشاد فرمایا، صدیق بہت اچھا نام ہے اسے بدلنے کو جی نہیں چاہتا چنانچہ اس کا نام صدیق مسیح کی بجائے محمد صدیق رکھ دیا۔

۲۔ مسجد ضیائے لاثانی، کی تعمیر کے دوران، دوسری چیزوں کے علاوہ پنجتن پاک کے اسمائے گرامی بھی منبر کے اندرونی پانچ گوشوں میں حرف ندا کے ساتھ بحسن

خط لکھوائے گئے۔اور برآمدے میں خلفائے راشدین کی شان میں درج ذیل رباعی بھی تحریر کروائی گئی۔یہ رباعی حضرت والا کو بہت پسند تھی۔

صدیق رضی اللہ عنہ عکس حسن کمال محمد است ﷺ — فاروق رضی اللہ عنہ ظل جاہ وجلال محمد ﷺ است

عثمان رضی اللہ عنہ ضیائے شمع جمال محمد ﷺ است — حیدر کرم اللہ وجہہ بہار باغ خصال محمد ﷺ است

مسجد میں اس رباعی کے پہلو میں یہ شعر بھی خلد نگاہ ہے

چراغ و مسجد و محراب و منبر — ابوبکر و عمر، عثمان وحیدر رضی اللہ عنہ

۳۔فرمایا' حضور قبلہ عالم شاہ لاثانی قدس سرہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی محبت پر بہت زور دیتے ہیں لیکن جب بعض لوگوں کے بعض صحابہ کا ذکر چھڑتا تو اپنی عادت کریمہ کے مطابق،دست مبارک،گوش مبارک کی طرف بار بار لیجا کر اس برے عقیدے سے بیزاری و براءت کا اظہار فرماتے۔

۴۔(راقم الحروف نے ایک بار کتاب مسلک امام ربانی خدمت میں پیش کی تو آپ نے بالخصوص وہ باب پڑھوا کر سنا جس میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے عقیدت ومحبت کا ذکر تھا۔حضرت نے شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے ارشادات سن کر) فرمایا،دیکھا، حضرت امیر معاویہ اور دیگر اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں عقیدہ وہی ہونا چاہئے جو حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا ہے لوگ نہ جانے کیا کیا باتیں کرتے ہیں۔

تلاوت قرآن مجید اور اتباع شریعت:۱۔فرمایا خدا کی اطاعت خوشی سے کرو،محبت وشوق وذوق سے کرو۔۲۔فرمایا،تلاوت قرآن مجید اور دینی کتابوں کا مطالعہ دل کو منور کرتا ہے۔۳۔فرمایا،علم کی باتیں سنو،ان پر دھیان لگاؤ اور عمل کی کوشش کرو۔۴۔فرمایا،علمائے کرام سے مسائل شرعیہ سیکھتے رہو۔ ۵۔فرمایا،کامل طور پر شریعت کی اتباع کرو۔یہ نہ ہو بعض احکام مان لئے اور بعض چھوڑ دیئے اسی طرح طریقت وحقیقت کے مسائل کو لازم پکڑو۔ ۶۔ایک شخص نے اپنی ناکامیوں اور پریشانیوں کا اظہار کیا تو) فرمایا،نماز پنجگانہ کی پابندی کرو،خدا تعالیٰ سب کام بنادے گا (ایسا واقعہ اکثر ہوتا ہے کسی کو درود شریف کسی کو تلاوت کلام پاک،کسی کو حسب حال مزمل شریف گیارہ بارہ پڑھنے کا ارشاد ہوتا ہے یعنی جو نماز پنجگانہ کی پابندی کے علاوہ کچھ اور بھی چاہے اسے بعض وظائف کی تلقین و ہدایت بھی کی جاتی ہے)۔ ۷۔رمضان شریف میں ایک جوان آدمی تعویذ لینے آیا تو پوچھا،کیا تم روزے سے ہو؟ اس نے نفی میں جواب دیا) فرمایا جاؤ تمہیں کوئی تعویز نہیں ملے گا جی تو چاہتا ہے دھکے مار کر نکال دوں مگر اللہ سے ڈر آتا ہے،پھر فرمایا،ہاں خوف خدا کا تقاضا بھی یہی تو ہے تو ایسے شخص سے قطعاً نرمی نہ برتی جائے

عقیدے کی پختگی:۱۔فرمایا،نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو،گروہ اہل سنت وجماعت کے جو لوگ مخالف ہیں،ان سے ضرور بچو۔۲۔فرمایا،ہر نئی تہذیب اور نئے فرقے کی طرف مت لپکو۔دین حنیف ہی پر قائم رہو۔

۳۔(ایک شخص نے بتایا کہ میرا لڑکا بدعقیدہ لوگوں کے مدرسے میں قرآن کریم حفظ کرتا ہے تو) فرمایا ان کے ہاں پڑھنے سے نہ پڑھنا بہتر ہے۔اچھا یہ ہے کہ اسے وہاں سے نکال کر اہل سنت وجماعت کے مدرسے میں داخل کروایا جائے۔ ۴۔(۱۹۶۱ء میں،میں نے اشاعت دین کی غرض سے انجمن فدایان مصطفیٰ کی بنیاد رکھی اور اس میں دوسرے عقیدے کے لوگوں کو شامل کرنے کی اجازت چاہی تو) فرمایا"حضور اکرم ﷺ کی گستاخی کرنے والوں کو کیونکر ساتھ ملایا جاسکتا ہے" ۵۔(ایک شخص نے مجھے اپنے ہاں ہر موضوع پر بولنے کی اجازت دیتے ہوئے اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کا نام لینے سے روکنا چاہا۔میں نے اس کے متعلق حضرت والا سے پوچھا تو) فرمایا،وہ دیوبندی ہوگا۔ ۶۔فرمایا،جس نے بدعقیدہ لوگوں سے میل جول رکھا،سمجھ لو اس نے اپنا بستر آگ پر ڈال لیا،

خوف خدا: ۱۔فرمایا،خدا سے ڈرنے والے کا دل نرم،عقل کامل اور فہم سلیم ہوتا ہے؛ ۲۔فرمایا،جب تک خدا سے ڈرتے رہو گے،راہ راست پر رہو گے، جب اس ذات پاک کا خوف دل سے نکل گیا،گمراہ ہو جاؤ گے۔ ۳۔فرمایا،نمود وریا اور بناوٹ سے بچو،خدا کے ساتھ لو لگاؤ،خدا سے انحراف نہ کرو،مردہ ہو جاؤ گے قبروں میں جا کر پچھتاؤ گے؛ ۴۔فرمایا،انکسار و تواضع کی عادت ڈالو،یہ افضل عبادت ہے،خود پسندی اور عجب شیطانی فعل ہے۔خالص و بے ریا تھوڑا سا عمل بھی بہتر ہے؛

پیرو مرید کا تعلق: ۱۔فرمایا،اپنے شیخ کے ساتھ مخلصانہ تعلق پیدا کرو،

۲۔فرمایا، اپنے مرشد کے حضور سے انسان خالی ہاتھ نہیں لوٹتا۔ نور کی کرنوں سے دامن مراد بھر لیتا ہے۔ ۳۔فرمایا، جب تم کسی اہل دل کے پاس جاؤ تو خاموش رہو اور دل کو بھی ادھر ادھر کے خیالوں سے پاک وصاف رکھو کیونکہ صاف دل پر اللہ کا بندہ کچھ لکھتا ہے۔ ۴۔فرمایا، بحر معرفت میں ہزاروں سفینے غرق ہوئے۔ تجربہ کار اور واقف رسم وراہ منزل لہانا خدا کو ڈھونڈ اور اس کے پیچھے قدم بہ قدم سفر کر۔ ۵۔فرمایا، شیخ کی توجہ کئی قسم کی ہوتی ہے۔ وہ مرید کے ظرف اور استعداد کے مطابق تربیت کرتا ہے۔ بعض اوقات اتصالی توجہ کار فرما ہوتی ہے۔ بعض اوقات انعکاسی اور بعض اوقات القائی اور بعض اوقات اتحادی۔ لہٰذا خاموش ہو کر فیضان حاصل کرتے رہو۔ ۶۔فرمایا، اللہ اکبر! حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہونے والے بڑے مضبوط اور اچھے عقیدے سے حاضر ہوا اور دامن دل نور سے بھر کر لے جا۔ ضعیف عقیدہ انسان فائز المرام نہیں ہوتا۔ ۷۔فرمایا، اپنے بزرگوں اور مشائخ کی خدمت میں جان ومال سے دریغ نہ کرو۔ ۸۔فرمایا، محبت اور خدمت۔ شیخ میں لگے رہنا چاہیئے۔ منزل مقصود کا یہی ایک راستہ ہے، ۹۔فرمایا، اپنے شیخ کے الطاف وکرم اور مہربانی سے متمتع ہو کر اس سے بے تکلف نہ ہو جائے اور نہ اس کی تادیب سے دل برداشتہ ہو جائے۔ خوف اور امید کے درمیان رہنا چاہئے۔ ۱۰۔فرمایا، اللہ والوں کا ذکر حقیقت میں اللہ کا ذکر ہے۔ پہنچا سکتا ہے جہاں مدتوں کی عبادت نہیں پہنچا سکتی۔

حضور قبلہ عالم شاہ لاثانی قدس سرہ کا مقام: ۱۔فرمایا، جی تو چاہتا تھا کہ حضور قبلہ عالم قدس سرہ کے اوصاف حمیدہ پر صفحوں کے صفحے لکھتا جاؤں اور ہم جن کا نام لے لے کر جی رہے ہیں ان کے وصف با کمال دل کھول کر بیان کروں مگر سمجھتا ہوں کہ کما حقہ عہدہ برآ نہیں ہو سکوں گا۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ طریقت کے آفتاب تھے جن کی ضیائے پاک نے چار دانگ عالم کو منور کیا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق حضور سے استفادہ کیا۔ حضور کی پاک نگاہوں نے نااہلوں کو اہل کر دیا اور ہزاروں گمراہوں کو آسودہ منزل بنا کر شاد کام کیا۔ ۲۔فرمایا، اللہ اکبر! آپ کی سادگی اور شان استغنیٰ دنیا کے لئے درس عمل تھی حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ حق گو تھے، فرقہ پرستیوں کی الجھنوں سے آزاد تھے۔ آپ کا مسلک صلح کن تھا۔ حنفی المذہب تھے اور اسی طریقہ پر قائم رہنے کی تلقین فرماتے رہے ۳۔فرمایا، میں آپ ہی کے نور کا گدا محتاج ہوں۔ میری کوئی ہستی نہ تھی۔ آپ ہی کے چشمہ فیض سے سیراب ہوا۔ ۴۔(صوفی محمد رفیق صاحب مصنف انوار لاثانی نے بقول خود ایک معاملے کے متعلق عرض کیا کہ شاید حضور اس کو سرانجام نہیں دینا چاہئے تو) فرمایا، میرے بدن پر جب تک قمیض بھی ہے میں حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ ۵۔فرمایا، حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاک دل میں وہ نور اور آتش عشق موجود تھی۔ کہ آپ کے پاس بیٹھنے ہی سے اس نور کی شعاعیں دل پر اثر انداز ہو جاتی تھیں۔ ۶۔(بابو محمد یوسف صاحب سیالکوٹی کے ہاں ایک گفتگو کے دوران) فرمایا، حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے بعض لوگوں میں یوں لگتا ہے جیسے بجلیاں بھر دی ہوں۔ بظاہر بالکل سادہ مگر وطن میں پرواز بہت بلند اور استعداد نہایت وسیع۔ (بالفاظ دگر سادگی و پرکاری، حضور کا خاص فیضان تھا) ۷۔فرمایا، حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحیات کو غور سے پڑھو اور عمل کرو۔ آپ کی پاکیزہ زندگی تمہارے لئے درس عمل ہے۔ رہبر ہے۔ ۸۔فرمایا، جو حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین ہو کر حقہ نوشی سے باز نہ آئیں۔ ان پر افسوس ہے کاش وہ آپ کے ارشاد کو سمجھیں۔

تاکید ادب وغیرہ: ۱۔فرمایا، ادب سیکھو، عقلمند آدمی جاہل اور بے ادبوں سے بھی ادب سیکھ جاتا ہے یعنی ان کی حرکات کو قبیح سمجھ کر اجتناب کرتا ہے۔ ۲۔فرمایا جو تمہیں نصیحت کی بات کہے، اسے فوراً قبول کر لو، بزرگان دین کا احترام کرو۔ ۳۔(ایک مولوی کے متعلق ذکر ہوا کہ یہ اعلان کرتا پھرتا ہے میں مجدد صاحب کی اس بات کو نہیں مانتا، حضور والا پائے مبارک کے درد کی وجہ سے صاحب فراش تھے مگر اس بات پر سخت ناراض ہو کر) فرمایا، جو کہے میں حضرت مجدد کی اس بات کو نہیں مانتا، میں اسے مردود سمجھتا ہوں، (یہاں مردود سے مراد مردود طریقت یعنی محروم فیض ہے۔

جب درویشاں کلید جنت است   دشمن ایشاں سزائے لعنت است

۴۔فرمایا، کتب دینی کو نہایت ادب واحترام سے رکھنا چاہیے۔ ۵۔فرمایا، زیادہ ہنسنا دلیل حماقت ہے۔ بزرگوں کے پاس با ادب بیٹھو، نوجوان شرم وحیا بہت ہی ضروری ہے۔ ۶۔فرمایا، بزرگوں کے عطا کردہ تبرکات کو عزت سے رکھو۔ ۷۔فرمایا، فقرا اور غربا کو حقارت سے نہ دیکھو، بعض اوقات ان میں بہت بلند پایہ ہستیاں پوشیدہ ہوتی ہیں، کسی نے خوب فرمایا

خاکساران جہاں را بحقارت منگر   تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

اختیار صحبت: ۱۔فرمایا، اہل ظاہر اور بد باطن کی صحبت دل کو سیاہ کر دیتی ہے۔ ۲۔فرمایا، برے آدمیوں کی صحبت تمہیں نیکوں سے بدظن کر دے گی۔ ۳۔فرمایا، دوست اس کو سمجھو جو تمہیں نیک وبد سے آگاہ کرتا ہے۔ ۴۔فرمایا، عافیت تنہائی میں پاؤ گے اور سلامتی خاموشی میں، اور فرمایا خاموشی افضل ترین

عبادت ہے۔ ۵۔ فرمایا، فضول بحث اور سوچ بچار سے، آدمی اللہ سے دور ہو جاتا ہے اور اپنے ہی خیال میں الجھ کے رہ جاتا ہے۔

حسن تعامل و اخلاق و متفرق ارشادات: ۱۔ فرمایا، اخلاق بد اور عادات بد بچھو اور سانپ کی مانند ہوتی ہیں، اپنے گناہوں پر شرمندہ ہونا چاہئے۔ ۲۔ فرمایا، عیب بینی اور پردہ دری سے بچو، عیب پوشی اور حسن ظن اختیار کرو۔ ۳۔ فرمایا، کوشش کرتے رہو کہ تم سے اخلاق رذیلہ، بدخلقی، بدگوئی دور ہو جائے اور اخلاق حمیدہ، خوش خلقی صاف گوئی تمہارا شعار بن جائے، ۴، فرمایا، حسب ونسب پر فخر کرنا اور خود عمل نہ کرنا محرومی کی دلیل ہے۔ ۵۔ فرمایا ہر وقت پاک وصاف رہنے کی کوشش کرو۔ ۶۔ فرمایا، خدمت والدین اہم فریضہ ہے جس نے اس سے انحراف کیا اس نے اپنا دین برباد کیا۔ ۷۔ (ایک نوجوان نے شکایت کی کہ میرے اباجان دوسروں کے زیر اثر ہیں اور مانتے ہی نہیں۔ اس پر) فرمایا، بہرحال انہیں راضی کرنا تم پر ضروری ہے ۸۔ فرمایا، انسان ہمت واستقلال سے بڑے بڑے کام کر جاتا ہے بہترین طریقے سے زندگی بسر کرو تا کہ مرنے کے بعد بھی لوگ تمہیں اچھے طریق سے یاد کریں۔ ۹۔ فرمایا، یاوہ گوئی، لغویات اور مسخراپن سے انسان ذلیل ہو جاتا ہے۔ متانت وسنجیدگی انسان کو باوقار بنا دیتی ہے۔ ۱۰۔ فرمایا، کھانے سے پہلے معلوم کر لو کھانا کہاں سے آیا مشکوک کھانوں سے دل پراگندہ ہو جاتا ہے۔ ۱۱۔ فرمایا، خود فروشی وخودنمائی سے بچو۔ اپنے کشف وخواب وغیرہ کا تذکرہ ہر دمہ نہ کرو۔ ۱۲۔ (تھانہ چوہنگ میں مولوی محمد بخش صاحب کے ہاں ایک سلسلہ کلام میں) فرمایا وہ شخص بہت خوش نصیب ہے جسے اللہ کریم سادگی کی دولت عطا فرماتا ہے (اللہ کریم اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل نمود وریا، فخر وتکبر، حب جاہ وغیرہ سے بچا کر سادگی اور خلوص سے نوازے۔ آمین) ۱۳۔ فرمایا، کم ہنسو، زیادہ روؤ۔ کم بولو زیادہ چپ رہو، داد ودہش زیادہ کرو اور کم کھاؤ، کم سوؤ، آخرت میں راحت سے رہو گے۔ ۱۴۔ فرمایا، پاکیزگی اختیار کرو، اللہ پاک ہے منبی کریم ﷺ پاک ہیں اور پاک کو پسند کرتے ہیں۔ ۱۵۔ فرمایا، نوجوان شرمیلا اور حیادار ہونا چاہئے۔ ۱۶۔ فرمایا، اللہ اکبر! جوانمرد کی تین صفات ہیں۔ سخاوت، مخلوق خدا پر شفقت، مخلوق سے بے نیازی اور اللہ تعالیٰ سے آشنائی۔ ۱۷۔ فرمایا، کوشش کرو کہ تم سے مسلمان بھائی خوش رہیں۔ ۱۸۔ فرمایا، مسلمانوں کو بہتری کی طرف لے جانے کی کوشش کرو۔ ۱۹۔ فرمایا، قوت فکر انسان کے پاس ایک آئینہ ہے جس میں ہر بھلائی اور برائی کو دیکھ سکتا ہے۔ ۲۰۔ فرمایا، قناعت اور توکل کر۔ صبر ورضا بہترین خصلتیں ہیں۔ ۲۱۔ فرمایا، جھوٹ سے بچو، قلم ربانی جھوٹے کو لعنتی لکھتا ہے۔ ۲۲۔ فرمایا، شریف آدمی، حلیم وبردبار، صادق القول اور اپنے وعدے کا پکا ہوتا ہے۔ ۲۳۔ فرمایا، جب کسی سے وعدہ کرو تو اسے پورا کرنے کی کوشش کیا کرو، ۲۴۔ فرمایا، اپنے اخراجات اپنی آمدنی سے نہ بڑھاؤ۔ ۲۵۔ فرمایا، ضرورت کے بغیر بولنا منع ہے کلام صاف وسادہ اور مختصر ہونا چاہئے۔ ۲۶۔ فرمایا، اپنی آنکھوں کو روکے رکھو، اگر یہ آوارہ ہو گئیں، تو اطمینان دل غارت کر کے گناہ کبیرہ کا مرتکب کر دیں گی۔ ۲۷۔ فرمایا، معاملات میں صفائی رکھو، ایثار اور احسان ومروت کی عادت ڈالو۔ ۲۸۔ فرمایا، حسد وتعصب اور طمع وغضب بہت ہی بری خصلتیں ہیں۔ ۲۹۔ دل کو حسد نے جلاؤ اس میں عشق الٰہی کی آگ روشن کرو۔ ۳۰۔ فرمایا، اپنے نفس اور دل کا روزانہ جائزہ لیا کرو تم کس طرف جا رہے ہو۔ ۳۱۔ فرمایا۔ انسان مرکز فنا نہیں ہو جاتا بلکہ صفت بدل جاتی ہے، گھر بدل جاتا ہے۔ نقل مکانی ہو جاتی ہے کوشش کرو کہ مرنے کے بعد اچھے گھر میں جگہ پاؤ۔ حضور ﷺ نے دنیا کو مومن کا قید خانہ ٹھہرایا ہے۔ تو ثابت ہوا مومن موت کے وقت تنگی سے نکل کر کشادگی کی طرف منتقل ہوتا ہے اور منزل دنیا کو چھوڑنے کے بعد مومن کا حال نسبتاً بہت ہی اچھا ہوتا ہے۔ ۳۲۔ فرمایا، اولیاء اللہ کو مردہ خیال نہ کرو، قرآن کریم کی نص سے ان کی حیات طیبہ ثابت ہے۔ ۳۳۔ (راقم نے اپنی بعض پریشانیوں کا ذکر کیا تو) فرمایا، درود تاج شریف سات دفعہ پڑھا کرو مگر یہ نہ سمجھنا کہ پڑھنے کی وجہ سے کام ہوگا، کام جب بنے گا، اسی (کریم جل شانہ) کی رحمت سے بنے گا (سبحان اللہ) ۳۴۔ (دربار عالی کے اخص الخواص خادم جناب حاجی محمد مقبول احمد صاحب نے حج پر جاتے ہوئے عرض کی! حضور میں زیادہ دعائیں یاد نہیں کر سکتا لہذا طواف کے دوران کیا پڑھا کروں گا) فرمایا، تیسرا کلمہ شریف ہی پڑھتے رہنا۔ ۳۵۔ فرمایا اللہ اکبر! ایک بار (حضور قبلہ عالم شاہ لاثانی قدس سرہ نے) مجھے فرمایا، اے علی حسین! تیرے دروازے سے مسافر بھوکا نہ جائے۔ لنگر کو بند نہ کرنا خواہ اور ضروریات رہ ہی جائیں۔ ۳۶۔ (ایک بار حضرت اقدس من ظلہم کے پائے مبارک میں تین چار دن سے سخت درد تھا، کچھ افاقہ ہوا تو باہر کھیتوں میں دھان لگوانے کے لئے گھوڑی پر سوار ہو گئے۔ بندہ عاجز کو خدشہ تھا کہ راستے میں پانی ہونے کی وجہ سے ممکن ہے گھوڑی کا پاؤں کہیں کچھ پھسلے اور اس طرح خدانخواستہ درد پھر شروع ہو جائے۔ چنانچہ عرض کیا کہ حضور دربار عالی میں رونق افروز رہیں اور دور دور سے آنے والی مخلوق خدا کو فیض پہنچائیں، یہ کام تو قبلہ صاحبزادہ صاحب بھی بخیر وخوبی سرانجام دے لیں گے تو) فرمایا میرے لئے تو دو روٹیاں کافی ہیں، یہ سارا اہتمام بھی تو مخلوق خدا کے آرام کی خاطر ہے۔

[redacted]

مملکت خداداد کا تاریخ ساز فیصلہ

...... ﴿سید صابر حسین شاہ بخاری مدیر اعلیٰ ماہنامہ الحقیقہ﴾ ......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہمارے آقا و مولا پیارے نبی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ پر سلسلہ نبوت تمام ہو چکا ہے۔ اس عقیدہ نبوت پر اُمت مسلمہ کا شروع سے اجماع ہے۔ اور پھر یہ ضروریات دین میں سے ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کسی کو نبی مانا یا جو آپ کے آخری نبی ہونے میں شک کرے وہ بھی بالا جماع کافر ہے۔ منکرین رسالت نے ہر دور میں اس اجماعی عقیدے پر حملہ آور ہونے کی ناکام کوشش کی ہے۔ نئے نئے مدعیان نبوت سامنے آئے لیکن مجاہدین تحفظ ختم نبوت نے ان مدعیان کا بروقت تعاقب کیا اور گلشن اسلام کی پاسبانی میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ یوں تو برصغیر میں منکرین رسالت کے کئی گروہ ہیں لیکن ان میں انگریز کا خود کاشتہ فتنہ قادیانیت نمایاں طور پر سامنے آیا۔ اس فتنہ کی قیادت گورداسپور کے مرزا غلام احمد قادیانی کے حصے میں آئی۔

مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے جب مجددیت سے نبوت کا اپنا پُرفریب جال پھیلایا اور کئی سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلایا اور ختم نبوت کے قرآنی ایمانی اجماعی عقیدے کا انکار کر کے دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا تو علمائے حق اور مشائخ عظام نے انگریز کے اس خود کاشتہ پودے کو جڑ سے اُکھاڑنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ یوں تو تمام مکاتب فکر نے فتنہ قادیانیت کے خلاف اپنی آواز اُٹھائی ہے لیکن ان میں علمائے اہل سنت کا کردار نہایت واضح ہے۔ ان میں حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر قصوری وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے تحریک قادیانیت کے خلاف سب سے پہلے ۱۸۸۳ء میں فتویٰ کفر جاری کر کے پہلی ضرب لگائی۔ اس ضمن میں آپ نے تین رسائل بنام

تحفہ دستگیریہ (۱۸۸۳ء)   رجم الشیاطین (۱۸۸۶ء)   فتح رحمانی (۱۸۹۶ء)

تصنیف فرما کر مرزا کے مکر و فریب کی خانہ ساز نبوت کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے۔ اسکے بعد یہ سلسلہ چل نکلا اور خاندان رضویہ کے عظیم چشم و چراغ حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے سن ۱۸۹۷ء میں "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" تحریر فرمائی۔ مفتی اعظم ہند علامہ الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خان نوری بریلوی علیہ الرحمہ (خلف اصغر امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ) نے "تصحیح یقین بر ختم النبیین" تصنیف فرمائی۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود فتنہ مرزائیت کے خلاف چھ ناقابل تردید رسائل لکھے اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے دور رہنے کی تلقین کی۔ آپ کی زندگی کی آخری تصنیف "الجزر الدیانی علی المرتد القادیانی" بھی اس فتنہ کے رد میں ہے۔

سلطان العلماء حامل علم لدنی حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ برق الٰہی بن کر سامنے آئے اور ایسی لاجواب کتاب "سیف چشتیائی" تصنیف فرمائی کہ مرزائی آج تک اس کے جواب سے عاجز ہیں۔ پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ نے "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" لکھ کر اسکا ناطقہ بند کیا۔ مولانا قاضی غلام گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تیغ غلام گیلانی بر گردن قادیانی" لکھ کر مرزا کی خوب گرفت فرمائی اور یہ کتاب بریلی

شریف سے چھپ کر سامنے آئی۔مولانا محمد عالم آسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الکاویہ علی الغاویہ'' مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مقیاس نبوت'' جیسی عظیم کتب لکھ کر مرزائیت کو لگام دی۔مولانا غلام قادر بھیروی نے فتویٰ جاری کیا تھا کہ مسلمان مرد یا عورت کا نکاح قادیانیوں کیساتھ حرام و ناجائز ہے۔رد مرزائیت میں علمائے حق تحریری خدمات کا احاطہ تحریر میں لانا ایک الگ موضوع ہے۔

کذاب قادیانی نے ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں چھیاسی علماء کو دعوت مناظرہ دی ان میں حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی تھا۔مناظرہ کا موضوع عربی میں قرآنی آیات کی تفسیر لکھنا قرار پایا۔تاجدار گولڑہ نے ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو ایک مکتوب میں مرزا کی دعوت مناظرہ قبول کر لی۔۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء لاہور کے مقام پر مناظرہ ہونا قرار پایا۔تاجدار گولڑہ کے علاوہ علماء اہل سنت اور دیگر فرقوں کے اکابر جمع ہو گئے۔بادشاہی مسجد میں بالاتفاق علماء حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی مناظر اسلام مقرر ہوئے۔بار بار اعلان اور تقاضا کے مرزا نے راہ فرار میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔اس طرح باوجود طلب مناظرہ کے مرزا قادیانی میدان مناظرہ میں نہ خود آیا نہ نمائندہ بھیجا اور قادیانیوں کو شکست فاش ہوئی۔

علامہ صوفی نواب الدین رمداسی چشتی نے قادیانیوں سے تنسیخ نکاح کا سب سے پہلا مقدمہ جیتا۔مقدمہ گورداسپور کے دوران مسلمانوں کی طرف سے تنہا آپ ہی تھے اور مرزائیوں کے خلاف عدالت میں فتویٰ بھی آپ ہی نے دیا تھا۔بالآخر اللہ تعالیٰ نے حق کو فتح دی اور فیصلہ آپ کے ہی حق میں ہوا اور یوں سب سے پہلے عدالت سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کا سہرا بھی حضرت نواب الدین کے سر بندھا۔یہ فیصلہ ۱۹۲۵ء میں ہوا تھا اور فیصلہ کرنے والا جج ایک انگریز تھا۔مقدمہ بہاولپور میں بھی جب شہریوں نے سنا کہ صوفی نواب الدین رمداسی گواہی دیں گے اور جرح کریں گے تو دکانیں اور تعلیمی ادارے بند ہو گئے تھے۔مقدمہ بہاولپور میں اس وقت کے جج اکبر صاحب نے مقدمہ گورداسپور کے فیصلے کو مثال مانتے ہوئے مرزائیوں کے خلاف فیصلہ صادر کیا تھا۔

۲۲ مئی ۱۹۰۸ء کو امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہی مسجد لاہور میں جمعۃ المبارک کے خطبہ میں مرزا کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔مرزا لاہور ہی میں موجود تھا بار بار کے تقاضا کے باوجود آپ کے سامنے نہ آیا حضرت امیر ملت نے ۲۵،۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کی درمیانی شب پیشگوئی فرمائی کہ چند ہی دنوں میں مرزا عبرتناک موت سے دوچار ہوگا۔چنانچہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق مرزا ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء قبل دوپہر عبرتناک موت سے مر کر واصل جہنم ہوا۔

قیام پاکستان کے بعد مرزائیوں نے اس مملکت خداداد کے خلاف سازشوں کا جال بچھا دیا سو بہ بلوچستان کو قادیانی سٹیٹ بنانے کا خواب دیکھنے لگے ان نازک حالات کے پیش نظر فتنہ مرزائیت کے انسداد کے لیے ملک گیر تحریک کا آغاز ہوا۔اس تحریک میں تمام مکاتب فکر نے حصہ لیا مگر قیادت اور مؤثر قوت اہل سنت کی تھی۔اوائل دسمبر ۱۹۵۲ء میں تمام مکاتب فکر کے علماء وزعماء نے مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کو اپنا متفقہ قائد تسلیم کیا۔اس تحریک کے تین اہم بنیادی مطالبات تھے۔

۱۔ ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے۔

۲۔ مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کی جائے۔

۳۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم کیا جائے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کو کچلنے کے لیے حکومت نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔اس تحریک میں تقریباً دس ہزار مسلمان شہید ہوئے ایک لاکھ گرفتار ہوئے اور دس لاکھ مسلمان متاثر ہوئے۔علامہ ابوالحسنات قادری اور دیگر قائدین کی کراچی میں گرفتاری کے بعد مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی

نے تحریک کو بااحسن طریق چلایا۔ ۶ مارچ ۱۹۵۳ء کو مارشل لاء لگا دیا گیا۔ مولانا نیازی اور دیگر علماء کو گرفتار کر لیا گیا۔ مقدمات فوجی بنچوں میں چلائے گئے۔ مولانا نیازی اور مولانا خلیل احمد قادری کو سزائے موت سنائی گئی۔ یہ سزا بعد میں عمر قید میں تبدیل ہوگئی مگر ان مجاہدین کے عزم صادق کی بدولت یہ سزا معاف ہوگئی۔

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء میں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر مسلمان طلباء پر قادیانیوں نے فائرنگ کر کے اپنے عزائم کو واضح کر دیا۔ اس سانحہ سے مسلمان سراپا احتجاج بن گئے۔ مرکزی مجلس عمل قائم کی گئی جس کے صدر محمد یوسف بنوری اور جنرل سیکرٹری علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ منتخب ہوئے۔ اس تحریک کو منظم کرنے میں علماء و مشائخ اہل سنت نے نمایاں کردار ادا کیا۔ پیر قاضی فضل رسول حیدر رضوی کی بے لوث قیادت نے اس تحریک میں جان پیدا کر دی۔ قومی اسمبلی مین جن سنی زعماء نے بھرپور کردار ادا کیا ان میں علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا محمد ذاکر اور مفتی ظفر علی نعمانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ممتاز ہیں۔

۱۳ جولائی ۱۹۷۴ء کو راولپنڈی میں ایک عظیم الشان مشائخ کانفرنس بلائی گئی۔ کانفرنس کے داعی حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور منتظم شیخ الحدیث والتفسیر علامہ سید حسین الدین شاہ مدظلہ العالی تھے۔ اس کانفرنس میں پچاس سے زائد علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ عوام کا ایک جم غفیر تھا۔ اس کانفرنس میں متفقہ طور پر جو قرارداد منظور کی گئی اسکا خلاصہ کچھ اس طرح ہے:

[[مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مجدد ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لیے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے]]۔

سینکڑوں علماء و مشائخ اہل سنت نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ چالیس کے قریب افراد نے جام شہادت نوش کیا۔ پارلیمانی تاریخ میں پارلیمنٹ کے اندر پہلی بار مرزائیت کے خلاف بحث کا آغاز علامہ شاہ احمد نورانی کی ۱۵ اپریل ۱۹۷۲ء کی اس تقریر سے ہوا جس میں آپ نے مسلمان کی تعریف کو آئین میں شامل کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا! [[مسلمان صرف وہ ہے جو اللہ کی وحدانیت اور حضور نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر یقین رکھتا ہے۔ مرزائی اور قادیانی مسلمان نہیں ہیں]]۔

مولانا کوثر نیازی کے چیلنج پر علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری نے مسلمان کی مختصر اور جامع تعریف پیش کی جس کو متفقہ طور پر قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں ایک تاریخی قرارداد پیش فرمائی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ قرارداد کا مسودہ تیار کرنے کے بعد خان عبدالولی خان اور غوث بخش بزنجو سے دستخط لیے گئے دونوں نے بغیر کسی لیت و لعل کے دستخط کر دیئے اس قرارداد پر حزب اختلاف کے ۲۲ افراد جن کی تعداد بعد میں ۳۷ ہوگئی تھی نے دستخط کیے البتہ جمعیت علماء اسلام کے مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے اس قرارداد پر دستخط نہیں کیے۔ اس تحریک میں علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کا ممبر بھی منتخب کیا گیا۔ آپ نے پوری ذمہ داری کیساتھ دونوں کمیٹیوں کے اجلاس میں شرکت کی۔ قادیانیت سے متعلقہ ہر قسم کا لٹریچر اسمبلی کے ممبروں میں تقسیم کرنے کے علاوہ ممبروں سے ذاتی رابطہ بھی رکھا۔ اس تحریک میں آپ نے تین ماہ کے دوران صرف پنجاب کے علاقے میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا ڈیڑھ سو شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں عام جلسوں سے خطاب کرنے کے علاوہ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں مولانا سید محمد علی رضوی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری اور مولانا محمد ذاکر نے اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے صدر الدین پر اٹارنی جنرل کے توسط سے قریباً ۶۷ سوالات کیے کل ۷۰ اسوالات اور جرح کے نتیجے میں مرزائیوں کا دجل و فریب اچھی طرح بے نقاب ہوا اور آخر کا تمام مسلمان عوام اور علماء کی متفقہ کاوشیں اور قربانیاں رنگ لائیں اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو دنیا کے سارے اسلامی ملکوں میں یہ قابل فخر اعزاز صرف مملکت خداداد پاکستان کو حاصل ہوا کہ اس کی پارلیمنٹ نے انکار نبوت کی بنیاد پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر قانونی اور سیاسی طور پر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔

مدینہ منورہ کا سفر

جناب ابوالحقائق غلام مرتضٰی ساقی مجددی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری اور آپ ﷺ کی زیارت کے لئے اور یونہی علمی، دینی اور باطنی استفادہ کے لئے مدینہ منورہ کی جانب سفر کرنا درست ہے۔

☆...... ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا تعلق قبیلہ خزاعہ سے تھا، ہجرت کے وقت وہ بیمار تھے، لیکن انہوں نے اپنے اہل خانہ کو فرمایا کہ مجھے چارپائی پر بٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے چلو۔ ایک روایت کے مطابق انہوں کہا کہ مجھے اونٹ پر باندھ کر اس کا رخ مدینہ کی جانب کردو، وہ اونٹ مجھے بارگاہ نبوی میں لے پہنچے گا۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا، لیکن جب وہ مقامِ تنعیم پر پہنچے (مکہ مکرمہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے جہاں سے اہل مکہ احرام باندھتے ہیں) تو انہیں موت نے آگھیرا، تو اس وقت آیہ کریمہ نازل ہوئی،

ومن یخرج من بیتہ مھا جرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ، الایہ (النساء۱۰۰)

یعنی جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے، پھر اس کو موت آلے تو بے شک اس کا اجر اللہ (کے ذمۂ کرم) پر ثابت ہوگیا۔

ملاحظہ فرمائیں! اس صحابی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی نیت سے سفر کا آغاز کیا، راستے میں جب موت نے آلیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اجر وثواب کی تحقیق کے لئے قرآن کی آیت کو نازل کیا اور مطلق حکم فرمادیا کہ " ومن یخرج " جو نکلے، یعنی اس صحابی سے لیکر قیامت تک جو مسلمان بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے ارادے سے سفر کے لئے نکل پڑے گا تو خواہ وہ وہاں پہنچ جائے یا راستہ میں ہی وفات پا جائے، اسے دررسول ﷺ کی برکت سے پورا پورا اجر وثواب دیا جائے گا، کسی قسم کی کوئی کمی یا نقصان نہ ہوگا۔ لیکن افسوس کہ آج کل رسول اللہ ﷺ کی نیت کر کے سفر کو حرام قرار دے کر مسلمانوں کو بلا وجہ مشرک بنا کر اپنے شکستہ دلوں کو تسلی دی جارہی ہے اور اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ مسجد نبوی کی نیت کرو اور وہاں پہنچ کر قبر نبوی یا رسول اللہ ﷺ کی نیت کر لینا۔ جبکہ ان کا یہ فتویٰ قرآن وسنت کے مخالفت ہے، ایسے لوگ اپنے اس فتویٰ پر قرآن وحدیث کی کوئی صراحت نہیں دکھا سکتے۔ حالانکہ خود قرآن میں بھی " الی اللہ ورسولہ " (یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سفر کرنا) کے الفاظ موجود ہیں تو کیا (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے بھی صحیح راہنمائی نہیں فرمائی۔ اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

فمن کانت ھجرتہ الی اللہ و رسولہ فھجرتہ الی اللہ و رسولہ (بخاری ۷۵۹/۲، مسلم ۱۴۱/۱، مشکوۃ ص۱۱)

پس جو شخص اپنا گھر بار چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول کی طرف آیا تو اس کی یہ ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہی ہوگی۔

اب دیکھیں قرآن کی آیت اور حدیث کی روایت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہی جانے کا ذکر ہے، کسی اور چیز کی نیت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کا حکم نہیں دیا گیا۔

☆...... حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مسئلہ کی تحقیق درپیش تھی

فرکب الی رسول اللہ ﷺ بالمدینہ (بخاری ۱/۹۱،۱/۳۶۰)

وہ سوار ہوئے اور (مکہ سے) مدینہ منورہ میں رسول اللہ کی طرف چلے۔ اس روایت میں "الی رسول اللہ" (رسول اللہ ﷺ کی جانب) کے الفاظ ہیں اس صحابی نے بھی پہلے مسجد نبوی کی نیت نہیں کی تھی اور نہ ہی حضور اکرم ﷺ نے انہیں اس بات کی تلقین فرمائی۔ منکرین اگر بضد ہوں تو اپنے مؤقف پر کوئی صراحت پیش کریں، ورنہ مسلمانوں کے ایمان سے کھیلنے سے باز رہیں۔

☆......ایک مرتبہ گورنر مدینہ مروان روضۂ انور پر پہنچا تو دیکھا کہ وہاں ایک شخص اپنا چہرہ روضۂ اقدس پر رکھے ہوئے ہے۔ اس نے اسے پکڑا اور کہنے لگا جانتے ہو کہ تم کیا کر رہے ہو؟ اس شخص نے جب اپنا چہرہ اوپر کیا تو وہ میزبان رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ نے فرمایا:

جئت رسول اللہ و لم ات الحجر (مجمع الزوائد ۴/۱ال، متدرک ۴/۵۱۵، مسند احمد ۵/۴۲۲)

میں اللہ کے رسول کے پاس آیا ہوں اور پتھر کے پاس نہیں آیا۔

حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھلے لفظوں میں فرمایا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں، معلوم ہوا کہ وہ گھر سے رسول کریم ﷺ کی قبر مبارک کی نیت لے کر چلے تھے۔ اب بتایا جائے کہ کیا آپ کا یہ عمل شرک ہے؟......اگر دور سے قبر انور کی نیت سے آنا غلط ہے تو قریب سے اس ارادہ سے نکلنے پر کونسی نص موجود ہے۔

☆......حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال نبوی کے بعد مدینہ منورہ کو چھوڑ کر ملک شام میں سکونت اختیار کر لی۔ ایک رات رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "اے بلال! یہ کیسی جفا ہے کہ تم ہماری زیارت کو نہیں آتے۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک شام سے محض روضۂ رسول ﷺ کے ارادے سے رختِ سفر باندھا اور مدینہ طیبہ کی طرف رواں دواں ہو گئے اور یہاں پہنچ کر حاضری و زیارت کا شرف حاصل کیا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ ایک راوی الصنابحی پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

"کہ یہ وہ شخص ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے کوئی چیز سماعت نہیں کی، بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، ان کا نام عبدالرحمان بن عسیلہ اور کنیت ابوعبداللہ ہے۔

رحل الی النبی ﷺ فقبض النبی ﷺ وھو فی الطریق (ترمذی ۱/۲،۳)

"انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لئے رخت سفر باندھا، وہ ابھی راستے ہی میں تھے کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔"

گویا یہ آدمی صحابی تو نہیں ان کے صحابی بننے میں تھوڑی ہی دیر باقی رہ گئی تھی لیکن دور رسالت ہی میں پروان چڑھے اور اس دور کے ماحول کو جانتے تھے کہ لوگ دور دراز سے کجاوے باندھ کر زیارت نبوی کے لئے آتے ہیں، اس لئے یہ بھی اونٹ پر سوار ہو کر بارگاہ نبوی میں حاضری کے لئے چل پڑے۔

اب بتایا جائے کہ تابعی کا عمل آیا اسلام کے مطابق ہے یا مخالف اور ان کی بیان کردہ روایت قابل قبول ہیں یا قابل رد؟

☆......امام شعبی نے ایک تابعی کو ایک روایت سنا کر کہا

خذ هذا الحديث بغير شئی فقد کان الرجل یرحل فیما دون هذا الی المدینه (مسلم ۱/۸۶)

''یہ حدیث بغیر کسی معاوضہ کے لے لو، البتہ لوگ تو اس سے کم درجہ کے مسائل کے لئے کجاوے باندھ کر مدینہ منورہ جاتے ہیں۔'' یہ واقعہ بخاری ۱/۲۰ پر بھی موجود ہے۔

امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

فیه بیان ما کان السلف علیه من الرحلة الی البلدن البیعدة فی حدیث واحد او مسئله واحدة (نووی بر مسلم ۱/۸۷)

''اس میں سلف صالحین (صحابہ وتابعین) کے عمل کا بیان ہے کہ وہ رخت سفر باندھ کر دور دراز علاقوں میں صرف ایک حدیث اور ایک مسئلہ کی تحقیق کے لئے جاتے تھے۔ اس عمل میں صحابہ کرام بھی شریک تھے، جس کی مثال اوپر گزر چکی ہے۔

ان روایات کے جواب میں عام طور پر یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ ان کا تعلق حضور ﷺ کا زمانہ ظاہری زندگی کے ساتھ تھا بعد از وفات قبر نبوی کی نیت سے سفر کرنا حرام ہے حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ ایسے لوگ اپنی بات پر قرآن وحدیث کی کوئی دلیل پیش کرنے سے قطعی قاصر ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو قبروں کی زیارت کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا

زودو القبور...... (مسلم ۱/۳۱۴، ابن ماجہ ۱/۳۱۴)

کنت نهیتکم عن زیارة القبور افزوروها (ابن ماجہ ۱۱۲، مسلم ۱/ ۳۱۴)

یعنی میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا کرتا تھا۔ سو اب قبروں کی زیارت کیا کرو۔

یہ حکم اگر عام قبروں کے لئے ہے تو قبر نبوی کی زیارت کو اس حکم عام سے کس طرح خارج کا جا سکتا ہے؟ اور اس روایت کو محض اپنی قیاس سے زیارت قبور کے لئے سفر کر کے نہ جانے سے بھی خاص نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ فرشتے روزانہ قبر انور پر زیارت کی نیت سے حاضری دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۵۴۶، دارمی)

جبکہ امام نووی لکھتے ہیں:

''لانه فی اول الاسلام کان کل من خلص ایمانه وصع اسلامه انی المدینة امامهاجرا مستوطنا و ام متشو قا اله رویة رسول الله علیه وسلم متعلمامنه و متقر بائم بعده هکذا فی زمن الخلفاء کذلک و لا خذ سیرة العدل منهم و لا قتداء بجمهور الصحابة رضی الله عنهم فیما ثم من بعد هم العلماء الذین کانوا سرج الوقت و ائمة الگدیٰ لاخذ السنن المتشره بها عنهم فکان کل ثابت الایمان المنشرح الصدر یر حل الیها ثم بعد ذالک فی کل وقت الی زماننا لزیارة قبر النبی ﷺ التبرک بمشاهدة آثاره و اصحابه والکرام فلایا تیها الاومن هذا کلام القاضی و الله اعلم (نووی بر مسلم ۱/۸۴)

''اسلام کے شروع دور میں تمام مخلص ایمان اور صحیح اسلام کے حامل لوگ مدینہ منورہ آئے یا تو مہاجرین بن کر انہوں نے مدینہ منورہ کو اپنا وطن بنالیا، یا رسول اللہ ﷺ کی زیارت، آپ ﷺ سے شرف تعلیم کے لئے اور آپ ﷺ کا قرب پانے کے شوق سے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ پھر اس کے بعد خلفاء راشدین کے زمانوں میں لوگ اسی طرح مدینہ منورہ آتے، عدل کی سیرت سیکھنے اور جمہور صحابہ کرام کی اقتداء کرنے کے لئے۔ بعد ازیں وہ علماء جو وقت کے آفتاب اور ہدایت کے امام تھے، مدینہ منورہ

پہنچتے تا کہ وہاں پر اہل مدینہ سے مختلف سنن کو حاصل کریں۔ پس ہر ثابت ایمان شرح صدر والا مسلمان مدینہ کی جانب رخت سفر باندھتا۔ پھر اس کے بعد ہر زمانے میں ہمارے اس دور تک لوگ قبر نبی کی زیارت، آثار نبوی اور آثار صحابہ سے برکت حاصل کرنے کے لئے مدینہ منورہ جاتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں صرف مومن ہی آ سکتا ہے۔ یہ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ کا کلام ہے۔''

معلوم ہوا زمانہ صحابہ سے لے کر آج تک مسلمان زیارت روضہ مقدسہ کے لئے سفر بھی کرتے ہیں اور وہاں سے حضور اکرم ﷺ سے نسبت رکھنے والی اشیاء سے برکت بھی لیتے ہیں۔ موجودہ دور میں کچھ لوگوں کا ایک منصوبہ کے تحت مسلمانوں کو اس عمل خیر سے روکنا بہت بڑی زیادتی اور مسلمانوں کے متواتر طریقہ کی مخالفت ہے، ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔ کیونکہ ارشاد خداوندی ہے:

و من يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى و يتبع غير سبيل المومنين نوله ما تولىٰ و نصله جهنم وساء ت مصيرا (النساء)

اور جو آدمی ہدایت واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور مومنوں کے مخالف رستے پر چلے تو ہم اسے پھیر دیں گے جس جانب وہ پھرا اور اسے جہنم رسید کریں گے اور وہ بہت بڑا ٹھکانہ ہے۔

روایت کا متن یہ ہے:

" ثم ان بلا لاً راى فى منامه رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يقول له ما هذا الجفوة ها بلال اما آن لک ان تنزوزنى يا بلال ...... فابنه حزيناً وجلا خائفاً فركب راحلته و قصر المدينة فاتى قبر النبى صلى الله عليه وسلم فجعل يبكى عنده و يمرغ وجهه عليه ...... (الحدیث شفاء السقام ص۴۴ بحوالہ ابن عساکر وقال باسناد جید)

یعنی پھر حضرت بلال نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرمارہے تھے اے بلال! یہ کیسی بے وفائی ہے کیا تجھے ابھی وقت نہیں ملا کہ تم میری زیارت کے لئے آؤ، اے بلال۔ چنانچہ خوف وحزن کے ساتھ بیدار ہوئے اپنی سواری پر سوار ہوئے اور مدینہ کا ارادہ کیا۔ پس نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر پہنچے اور وہاں پہنچ کر آہ و بکا کرنے لگے اور اپنا چہرہ قبر انور پر ملنے لگے۔

اس روایت کو علامہ سبکی علیہ الرحمہ نے متعدد اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے آخر میں لکھتے ہیں:

" وليس اعتماد نافى الاستدلال لهذا الحديث على رويا المنام فقط بل على فعل بلال وهو صحابى لا سيما فى خلافة عمر رضى الله تعالىٰ عنه و الصحابة متواخرون ولا يخفى عنهم هذا القصة و منام بلال و رؤياه للنبى ﷺ الذى لا يتمثل به الشيطان و ليس فيه ما يخالف ماثبت فى اليقظه فيتا كدبه فعل الصحابى (شفاء السقام ص۴۶ مطبوعہ استنبول)

یعنی اس حدیث میں ہمارا اعتماد محض خواب میں دیکھنے پر نہیں بلکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل پر ہے جو کہ صحابی ہیں اور خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں یہ واقعہ پیش آیا، جبکہ صحابہ کرام کی ایک خاصی تعداد تھی اور ان سے حضرت بلال کا قصہ اور ان کا خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھنا کہ شیطان آپ کی مثل نہیں بن سکتا، اس واقعہ میں بیداری میں کسی چیز نے اس کی مخالفت نہیں کی، پس صحابی کا عمل مزید پختہ ہو جاتا ہے۔

سعودی عرب میں شائع ہونے والی کتاب "عقیدۃ المسلم" کے جواب میں

قسط وار سلسلہ

گزشتہ سے پیوستہ

مسلمان کا عقیدہ

نوجوان مذہبی سکالر جناب علامہ غلام مصطفےٰ مجددی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت شیخ عبدالعزیز بن باز نجدی نے اس مقالے میں صحیح اسلامی عقیدے پر کھل کر بات کی ہے، انہوں نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے، ملائکہ پر ایمان لانے، انبیا کرام علیہم السلام پر ایمان لانے، آسمانی کتابوں پر ایمان لانے، یوم آخرت پر ایمان لانے کا مفہوم بیان کیا ہے۔ اس مفہوم سے کسی مسلمان کو بھی یارائے انکار نہیں ہوسکتا۔ سب مسلمان ان آیات واحادیث پر مکمل یقین رکھتے ہیں، انہوں نے اہل سنت وجماعت کی حقانیت پر بھی گفتگو کی ہے، لکھتے ہیں

"اس مختصری تقریر میں جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہی صحیح اسلامی عقیدہ ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو بھیجا ہے، یہی فرقہ ناجیہ یعنی اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے۔ جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے، لا تزال طا ئفة من امتی علیٰ الحق منصورة لا یضر هم من خذ لهم حتیٰ یاتی امراللہ، میری امت میں برابر ایک گروہ حق پر قائم رہے گا جس کو اللہ کی تائید حاصل ہوگی، لوگ اس کا ساتھ چھوڑ کر اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، تا آنکہ اللہ کا حکم آن پہنچے" (عقیدۃ المسلم ص ۵۵)

اس اقتباس میں حضرت شیخ نے اہل سنت وجماعت کے معتقدات ونظریات کو برحق تسلیم کیا ہے لیکن ان کی جماعت اور وہ خود اس "فرقہ منصورہ" سے کوئی تعلق نہیں رکھتے، اس "فرقہ منصورہ" کا انبیا کرام اور اولیا کرام کے بارے میں عقیدہ نہایت شفاف اور قرآن وحدیث کی رو سے وا شگاف ہے، یہ فرقہ منصورہ محبوبان خدا اور بزرگان باصفا کو خداداد قوتوں کا پیکر جانتا ہے۔ ان کو امداد الٰہی کا مظہر تصور کرتا ہے، اس کے نزدیک مشکلات میں ان کو پکارنا عین رحمت باری کو پکارنا ہے۔ ان کے ادب اور احترام کو حکم خداوندی سمجھتا ہے اور انکی ذوات وصفات کو عرفان خدا کا وسیلہ خیال کرتا ہے۔ اس عقیدے پر صدیوں سے علمائے اہل سنت کاربند ہیں، جبکہ حضرت شیخ اس مسلمہ عقیدے کو اس طرح للکارتے ہیں۔

"پھر حالات نے پلٹا کھایا اور جہالت نے اللہ کے بندوں کی اکثریت پر اپنا پنجہ گاڑا، یہاں تک کہ اکثر لوگ دین جاہلیت کی طرف لوٹ گئے، انبیا اور اولیا کے احترام اور تعظیم میں غلو کرنے لگے، اور ان سے دعائیں کرنے اور مدد طلب کرنے لگے، اور اس جیسے دوسرے مشرکانہ امور میں مبتلا ہوگئے اور انہوں نے لا الہ الا اللہ کا مطلب فراموش کردیا، اور اس کو اس طرح

نہیں سمجھا جیسا کہ کفار عرب نے سمجھا تھا، واللہ المستعان، یہ شرک برابر لوگوں میں پھیلتا رہا اور آج تک پھیل رہا ہے، اس کا سبب جہالت کا غلبہ اور عہد نبوت سے دُوری ہے، (عقیدۃ المسلم ص ۵۶)

اس عبارت میں حضرت شیخ نے واضح طور پر بندگانِ خدا اور غلامانِ مصطفٰے کی غالب ترین اکثریت کو جہالت کی طرف اور دین جاہلیت کی جانب لوٹنے والی قرار دیا ہے، پھر اس "مزعومہ شرک" کی مرتکب ٹھہرایا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ حضرت شیخ کی سراسر زیادتی ہے اور قرآن وحدیث سے شدید ناواقفی ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے کہ لاتجتمع امتی علی الضلالۃ، میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی، اتبعوا السواد الاعظم، سب سے بڑے گروہ کی تابعداری کرو یداللہ علی الجماعۃ، جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے، اللہ کی قسم مجھے کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے (بخاری) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے، ماراہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن جس کو مسلمان اچھا جانیں، وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے، حیرت ہے زبانِ نبوت تو امت محمدیہ کی غالب ترین اکثریت کو ہدایت یافتہ قرار دے رہی ہے، اس کا راستہ اپنانے کی تلقین فرما رہی ہے اور حضرت شیخ اس کو مشرک وکافر بلکہ دور جاہلیت کے مشرکوں سے بھی بڑا مشرک سمجھ رہے ہیں، زبان نبوت کی یہ مخالفت "صحیح اسلامی عقیدہ" کی ترجمان ہے یا اسلام کی دیواروں میں رخنہ ڈالنے کی مذموم سازش ہے۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ

مذکورہ عبارت میں حضرت شیخ نے بندگان خدا کی اکثریت پر تین الزامات عائد کئے ہیں اور انہیں موجب شرک قرار دیا ہے،

۱: انبیا اور اولیا کے احترام وتعظیم میں غلو کرنا

۲: انبیا اور اولیا سے دعائیں کرنا

۳: انبیا اور اولیا سے مدد طلب کرنا

آیئے ان الزامات کی حقیقت کا تجزیہ کریں، وما توفیقی الا باللہ

احترام وتعظیم میں غلو کرنا: انبیا اور اولیا کے احترام وتعظیم میں غلو (مبالغہ) یہ ہے کہ ان کو خدا یا ابن خدا مانا جائے۔ ان کی عطائی صفات کو اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات پر قیاس کیا جائے، ان کو اللہ تعالیٰ جیسا یا جتنا روف رحیم، کریم وعلیم، سمیع وبصیر، جواد وعزیز، ولی ونصیر، ہادی ومرشد تصور کیا جائے، ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وافعال میں شریک سمجھا جائے، خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کوئی مسلمان ان عقیدے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ ہم انبیا اور اولیا تو ایک طرف، سب انبیا اور اولیا کے تاجدار حضور احمد مختار ﷺ کو بھی خدا یا ابن خدا نہیں مانتے، ان کے جملہ کمالات کو اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھتے ہیں، ان کو ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کا محتاج اور بندہ لیکن بلند ترین بندہ تسلیم کرتے ہیں۔ پھر امت محمدیہ پر اتنا سنگین الزام عائد کرنا کسی خیر خواہ کا کام نہیں ہوسکتا۔ باقی رہ گیا انبیا اور اولیا کے احترام اور تعظیم کا خیال رکھنا تو کیا حضرت شیخ کو ایک بھی آیت یا ایک بھی روایت ایسی نہیں ملی جس میں اس احترام اور تعظیم کا حکم دیا گیا ہو، کاش وہ قرآن وحدیث کو عشق مصطفٰے کی روشنی میں پڑھتے تو انہیں احترام وتعظیم کی ہزاروں مثالیں نظر آجاتیں، قرآن پاک میں ہے۔

۞......اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو اس نبی کی آواز سے بلند نہ کرو، اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو، جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں، وہ ہیں جن کے دل اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لئے، ان کیلئے بخشش اور بہت بڑا ثواب ہے۔ (سورۃ الحجرات آیت ۲،۳)

۞......تا کہ اے لوگو، تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو، (سورۃ الفتح:۹)

۞......وعزروہ ونصروہ اور اس کی تعظیم کریں اور اس کی امداد کریں، (سورۃ الاعراف:۱۵۷)

۞......اے ایمان والو، اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جایا کرو، جب تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی، (سورۃ الانفال:۲۴)

۞......امنتم برسلی وعزرتموھم، میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو، بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا، اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، پھر اس کے بعد جو تم میں کفر اختیار کرے تو وہ ضرور سیدھی راہ سے بھٹکا (ہوگا) (سورۃ المائدہ:۱۲)

۞......رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو، بے شک اللہ جانتا ہے، (سورۃ النور:۶۳)

۞......اے ایمان والو، راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔ (سورۃ البقرہ:۱۰۴)

ان آیات قدسیہ میں حضور نبی اکرم، رسول معظم، تاجدار عرب و عجم ﷺ کے ادب و احترام اور تعظیم و احتشام کا کس قدر حکم دیا گیا ہے، ہر ایمان والا اس سے بخوبی آشنا ہے، ذرا چشم بصیرت کو اچھی طرح کھول کر ملاحظہ کیجئے۔

۞......حضور پرنور ﷺ کے حضور بلند آواز سے گفتگو کرنا حرام ہے۔

۞......حضور پرنور ﷺ کو اپنے جیسا سمجھ کر پکارنا حرام ہے۔

۞......حضور پرنور ﷺ کا احترام اللہ تعالیٰ کی تسبیح و توصیف پر بھی مقدم ہے۔

۞......حضور پرنور ﷺ کی تعظیم مغفرت اور اجر عظیم کا باعث ہے۔

۞......حضور پرنور ﷺ کا ادب اور دیگر رسولوں کا احترام حصول جنت کا ذریعہ ہے۔

۞......اس ادب و احترام کا انکار کرنا سیدھے راستے سے بھٹکنا ہے۔

۞......حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ میں ایسا لفظ ادا کرنا جس سے سوئے ادبی کا ادنیٰ سا شائبہ بھی پایا جائے، حرام ہے، اور ہمیشہ کی محرومیوں کا باعث ہے۔

۞......حضور پرنور ﷺ کو "انظرنا" کہنا نص قرآنی سے ثابت ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان آیات قدسیہ پر عمل کرنے کی روشن مثالیں قائم کیں، عروہ بن مسعود ثقفی کی روایت کو امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے، کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور پرنور ﷺ کی جس طرح تعظیم کیا کرتے تھے، کسی بادشاہ کے درباری اس کی اتنی تعظیم نہیں کیا کرتے، وہ ان کے ہر امر پر سر تسلیم خم کر دیتے، ان کے وضو کے قطروں کو حاصل کرنے کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے، ان کے تھوک مبارک کو ہاتھوں پر لے کر چہرے اور بدن پر مل لیتے، ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتے کہ کہیں یہ بے ادبی نہ ہو جائے، پھر اس نوعیت کی کتنی ہی احادیث مبارکہ کتب صحاح و سنن میں موجود ہیں مثلاً۔

۞......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور پرنور ﷺ کے موئے مبارک کو بطور تبرک و تعظیم حاصل کرتے تھے، اور اسے اپنے دل و جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے،

۞......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جب غسل واجب ہوتا تو وہ اس حالت میں آپ ﷺ سے مصافحہ کرنا یا آپ ﷺ کی سواری کا کجاوا کسنا بھی بے ادبی سمجھتے تھے،

۞......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے برابر ہو کر بیٹھنا اور آپ ﷺ کی بات کو ٹوکنا گستاخی سمجھتے تھے۔

۞......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے خطاب کے دوران اس طرح بیٹھے ہوتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں اور ذرا سی حرکت پر ان کے اڑ جانے کا خدشہ ہو، یعنی بالکل ساکت و صامت ہو کر حاضر ہوتے،

۞......حضور پرنور ﷺ کے بلانے پر نماز کو چھوڑ کر حاضر ہو جاتے،

۞......عین حالت جہاد میں اپنی جانوں سے بڑھ کر ذات مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت کرتے،

۞......حضور پرنور ﷺ کے دست مقدس اور پائے منور کو بوسہ دیتے،

۞......حضور پرنور ﷺ کی اعلیٰ الفاظ میں تعریف و توصیف کرتے۔

چونکہ مذکورہ آیات مقدسہ کا حکم مطلق ہے، لہذا آج بھی سرکار ابد قرار ﷺ کی بارگاہ کا ادب اسی طرح کرنا چاہیے جس طرح زمان ظاہری میں کیا جاتا تھا۔ اکتوبر ۲۰۰۲ء میں احقر راقم السطور مدینہ منورہ میں حاضر ہوا، حضور تاجدار کونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دی، وہاں دیکھا کہ لوگ آپ ﷺ کے مواجہہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر فریاد کر رہے تھے، یارسول الله انظر حالنا، احقر بھی جب سلام نیاز پیش کرنے کے بعد باہر نکلا تو ایک نجدی کچھ لوگوں کو جمع کر کے لوگوں کی نقل اتار رہا تھا، اور کہہ رہا تھا، یہ کیا ہے، یارسول الله انظر حالنا، یہ شرک ہے، یہ کفر ہے، احقر نے کہا، خدا کا کچھ خوف ہونا چاہیے، یہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے ایمان والو! راعنا نہ کہو، بلکہ کہو حضور ہم پر نظر رحمت فرمائیے، وہ کہنے لگا یہ آیت اس دور تک مخصوص ہے۔ احقر نے کہا آپ کے کہنے پر مخصوص ہے یا آپ کے پاس کوئی آیت اور مرفوع و متواتر روایت ہے جس نے اس آیت کے حکم مطلق کو مخصوص کیا ہے۔ اگر ہے تو ذرا ہمیں بھی پڑھ کر سنائیے۔ اس جواب نے اس نجدی کو پاگل کر کے رکھ دیا اور وہ قابل نفرت الفاظ پر اتر آیا۔ حضرت شیخ عبدالعزیز بن باز نجدی اسی قسم کی حرکات سے زائران محبوب کو پریشان کرتے رہے، اور اب ان کے شاگرد یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ کاش انہیں خبر ہوتی کہ حضور جان نور ﷺ کی توقیر و تعظیم تو ایمان کا سرمایہ ہے اور صحیح اسلامی عقیدے کی روح رواں ہے۔ حضرت امام اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

"کلام کا حاصل یہ کہ حضور کی حیات دنیوی اور حیات برزخی دونوں میں تعظیم و توقیر کرنا اُمت مسلمہ پر لازم و واجب ہے۔ کیونکہ دلوں میں جتنی اُن کی تعظیم زیادہ ہوگی، اُتنا نور ایمان زیادہ ہوگا، (تفسیر روح البیان ۴/ ۲۳۷)

مانعین تعظیم مصطفیٰ کے پیش رو امام ابن تیمیہ رقمطراز ہیں

۱۔...... "بے شک اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم صادر فرمایا ہے، ویعزروہ ویوقروہ یعنی ان کی عظمت بیان کرو اور ان کی تعظیم کرو، (الصارم المسلول ص ۳۰۰)

۲۔...... ہم اہل ایمان رسول اللہ ﷺ کی عظمت بیان کرتے ہیں، ان کی تعظیم کرتے ہیں، ان کا ذکر بلند کرتے ہیں، ان کے شرف کو ظاہر کرتے ہیں، اور ان کی قدر کے علو میں اپنا خون بہاتے ہیں اور اپنے مال خرچ کرتے ہیں، (ایضاً ص ۲۰۷)

(جاری ہے)

خودی کا پیامبر

ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری (امریکہ)

کھوئے ہوؤں کی جستجو میں
تمام عمر بسر کرنے والا
لاہور سے تا بخاکِ بخارا و سمرقند
ملت کی رگوں میں ولولہ تازہ دوڑانے والا
دو صدیوں پر محیط غلامی میں
دم توڑتی نسل کی پریشاں نظری کا دار و سوچنے والا
دنیا بھر میں مسلم قوم کی زبوں حالی، ذلت و رسوائی اور محکومی و غلامی پر
اپنے اللہ سے خاکم بدہن شکوہ کرنے والا
قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دینے کی آرزو کرنے والا
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دینے کا پرچارک
داتا علی ہجویری کو مخدومِ امم
اور ان کی مرقد کو پیر سنجر کے لئے کعبہ قرار دینے والا
نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی کے مزار کی
زیارت کو دل کی زندگی سمجھنے والا
شیخ مجدد کی لحد پر حاضر ہونے والا
ہر آستان کامل پر بوسہ زن ہونے والا
مرشد رومی کا مرید ہندی
شہ عرب و عجم ﷺ کے باب کرم پہ کھڑا
''نگاہے یا رسول اللہ نگاہے'' کی فریاد کرنے والا

یہ ہے
عشق کا مبلغ............خودی کا پیغامبر............حکیم الامت علامہ اقبال

حضرت غزالی زماں کا منفرد طرز استدلال

تحریر: ظفر محمود قریشی (واہ کینٹ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ یعنی اُمت محمدیہ میں ایسے نادر روزگار علماء پیدا ہوں گے جن کا کردار جن کی گفتار، جن کا علم و عمل، تقوی و پرہیز گاری اپنی مثال آپ ہوگی جو حقیقت میں وارث مسند انبیاء ہوں گے۔ جن کا سونا، جاگنا، اُٹھنا، بیٹھنا، بات کرنا فقط اطاعت خداوندی میں ہوگا۔ جن کے دن علوم ومعارف کے خزانے لٹانے میں گزریں گے تو رات خالق کائنات کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوگی۔ صبح قیامت تک جن کے نام کا ڈنکا بجتا رہے گا۔ ملائکہ جن کے راستے میں اپنے پر بچھائیں گے۔ حوران بہشت جن کے نعلین کی دھول کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنائیں گی۔ ایک زمانہ جن کی عظمتوں کے گن گائے گا۔ حاملان عرش جن کی قسمت پر ناز کریں گے۔

؎ نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ انکو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

ایسے ہی خرقہ پوشوں میں غزالی زماں، رازی دوراں، امام الاتقیاء، حامل علم لدنی، فخر الاسلام شیخ الحدیث حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات بھی ہے۔ جنھوں نے اپنی ساری زندگی اخلاص وللّٰہیت کیساتھ قران وحدیث کی خدمت میں گزار دی۔ اللہ کریم نے آپ کو بے پناہ عظمتوں سے نوازا تھا۔

آپ بیک وقت بہترین مدرس بلند پایہ خطیب اور مایہ ناز مصنف اور سیاسی ومذہبی رہنما تھے۔ عام طور پر یہ تمام خوبیاں کسی ایک شخصیت میں کم ہی دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن جن لوگوں نے حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی ہے یا جن شائقین علم وادب نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا ہے وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ غزالی زماں علیہ الرحمہ جیسی روحانی ووجدانی شخصیت صدیوں بعد ہی اس دھرتی پر جنم لیتی ہے۔ اللہ کریم عزوجل نے آپکو علوم ومعارف کا ایک ایسا سمندر عطا فرمایا تھا جس میں ہزار ہا تشنگان علم نے غوطہ زنی کی اور اپنی علمی وروحانی پیاس بجھائی۔

آپ نے تحصیل علوم سے فراغت کے بعد مختلف مدارس اسلامیہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ آپ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں 9 سال تک شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے اور علم حدیث کے متوالوں کو سیراب کرتے رہے پھر ملتان شریف میں جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کے نام سے ایک عظیم ادارہ قائم فرمایا اور یہاں درس وتدریس کا ایک طویل سلسلہ شروع کر دیا دور دراز سے لوگ آپ کے پاس علوم دینیہ کی تحصیل کرنے کے لیے آتے۔ یہاں تک کے مخالفین کو بھی آپ کی محدثانہ شان اور علمی جلالت کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ جب روز بروز آپ کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا گیا تو ہر دور کی طرح اس دور میں بھی حاسدین نے اپنا کام شروع کر دیا اور مخالفتوں کا ایک نہ تھمنے والا طوفان شروع ہو گیا لیکن آپ کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ ہوئی اور آپ اپنا کام تندہی سے سرانجام دیتے رہے۔ حضرت شرف ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

”میدان خطابت وتصنیف میں ان کے زور بیان، قوت استدلال اور دلائل کی فراوانی کے آگے اہل باطل کے دل سینوں میں بیٹھ بیٹھ

جاتے۔ یوں دکھائی دیتا کہ مخالفین کی تمام کاوشیں ایک سیل بے پناہ کے آگے خس وخاشاک کی طرح بہتی چلی جارہی ہیں۔ یہی سبب تھا کہ مخالفین نے آپ کا راستہ روکنے کی بارہا کوششیں کیں، مخالفتوں کے طوفان اٹھائے یہاں تک کہ آپ پر قاتلانہ حملے کرائے گئے مگر آپ کے پائے استقلال میں جنبش نہ آئی اور آپ کا ہر قدم منزل کی طرف آگے ہی آگے بڑھتا رہا اور ایک وہ وقت آیا کہ سید کاظمی شہر اولیاء ملتان کی آبرو تھے"۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب قرآن پاک کی تفسیر کا درس دینا شروع کیا تو صرف بسم اللہ کی تفسیر بیان کرنے میں چھ ماہ لگ گئے اور اسی طرح پورے قرآن کریم کا درس ختم کرنے میں اٹھارہ سال کا طویل سفر طے کیا۔ درس وتدریس کے علاوہ مختلف مذہبی، ملی وسیاسی تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا اور ملت اسلامیہ کی بروقت صحیح رہنمائی فرمائی۔ آپ نہ صرف تحریک پاکستان کے سرگرم رکن تھے بلکہ پاکستان بننے کے بعد تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ، تحریک ختم نبوت، تحریک آزادی کشمیر وغیرہ میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حضرت غزالی زماں ایک مدرس ومصنف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کامل شیخ طریقت بھی تھے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ! میں بہت عرصے تک کسی کامل پیر کی تلاش میں سرگرداں رہا پھر ایک مرتبہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضری کا شرف حاصل کیا اور خصوصی دعا کی کہ یا اللہ مجھے کسی کامل شیخ طریقت تک پہنچا دے دربار شریف کی حاضری اور دعا سے فراغت کے بعد جب واپسی کے لیے میں دربار شریف کے مین گیٹ پر پہنچا تو دیکھا کہ حضرت کاظمی شاہ صاحب اندر داخل ہو رہے ہیں مجھے دیکھ کر بڑی محبت کے ساتھ ملے اور فرمایا حاجی صاحب آپ کسی کامل شیخ طریقت کی تلاش میں ہیں۔ میں حضرت کے یہ الفاظ سن کر حیران ہوگیا اور اس ملاقات کو اللہ تعالیٰ کی نعمت اور حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی فیضان سمجھتے ہوئے حضرت غزالی زماں علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوگیا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ حاجی صاحب آپ پر یہ لازم ہے کہ آپ پاکستان میں جہاں کہیں بھی ہوں حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ کے عرس مبارک پر ضرور حاضری دیجئے گا اور کبھی ناغہ نہ کیجئے گا۔

حضرت غزالی زماں کے علمی مقام پر بات کرنا مجھ جیسے کم علم کے بس کی بات نہیں لیکن کیوں کہ میرا موضوع آپ کا طرز استدلال ہے اس لیے اس ضمن میں چند واقعات عرض کرنا چاہتا ہوں جن سے یہ ظاہر ہوگا کہ آپ پر اللہ کریم کا کتنا فضل تھا۔ حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ! مدینہ طیبہ کے ایک قاضی نے مجھ سے کہا کہ آپ روضۂ اقدس کی حاضری کے وقت بیت اللہ شریف کی طرف پشت کر کے کھڑے ہوتے ہیں کیا آپ قبر رسول کو کعبہ سے افضل مانتے ہیں؟ میں نے کہا صرف کعبہ ہی نہیں بلکہ عرش اعظم سے بھی افضل مانتا ہوں اُس نے دلیل طلب کی تو فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے عبد شکور ہیں اور چوتھے آسمان پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور شکر میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ اگر تم شکر بجالاؤ تو میں ضرور نعمتوں میں اضافہ کردوں گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مراتب میں ترقی یہ ہونی چاہیے تھی کہ شکر الٰہی کی بدولت عرش الٰہی پر پہنچا دیا جاتا حالانکہ وہ قیامت کے قریب زمین پر تشریف لائیں گے اور نبی اکرم ﷺ کے جوار میں محو استراحت ہوں گے۔ ثابت ہوا کہ روضہ مقدسہ آسمانوں بلکہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے۔ یہ استدلال سن کر قاضی دم بخود رہ گیا۔

حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ! میرے بچپن میں لاہور میں حزب الاحناف اہلسنت کا عظیم الشان علمی مرکز تھا جس میں پانچ روزہ جلسہ ہوا کرتا تھا میری عمر سولہ سترہ سال ہوگی نیا نیا فارغ التحصیل ہو کر آیا تھا۔ یہ میری خوش نصیبی تھی کہ مجھے بھی اس جلسے سے خطاب کرنے کا موقع ملا۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ ۱۹۲۹ء کا ہے جب ابھی تقسیم برصغیر عمل میں نہیں آئی تھی جلسہ گاہ کے قرب وجوار میں ہندو اور سکھ بھی رہتے تھے میں تقریر کر رہا تھا تو میری تقریر کے دوران ایک پرچی آئی اس میں لکھا تھا کہ مولانا صاحب میں ایک ہندو لڑکی ہوں اور بی اے میں پڑھتی ہوں میرا گھر آپ کے جلسہ گاہ کے بالکل ساتھ ہے اس لیے کئی دن سے میں آپ کے جلسہ میں ہونے والی تقاریر سن رہی ہوں آج آپ کہہ رہے ہیں کہ دنیا میں کسی صفت اور کسی خوبی میں آپ کے نبی ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوسکتا جب کہ کل اسی اسٹیج پر ایک مولانا صاحب نے حاتم طائی کی سخاوت کا ایک واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے بتایا کہ حاتم طائی اتنا بڑا سخی تھا کہ اس نے لوگوں میں مال ودولت تقسیم کرنے کے لیے ایک محل بنوایا جس کے سات دروازے تھے

جو سائل جس دروازے سے آتا حاتم اسے خیرات دے دیتا وہ دوبارہ دوسرے دروازے سے آتا حاتم پھر اسے خیرات دیتا تیسرے اور چوتھے حتیٰ کہ وہی سائل ساتوں دروازوں سے آتا اور ساتوں مرتبہ ہی اسے خیرات مل جاتی اور حاتم کی زبان پر یہ الفاظ نہیں آتے تھے کہ تم پہلے کتنی دفعہ آچکے ہو اب بار بار کیوں چلے آتے ہو اور وہ سائل پھر پہلے دروازے پر مانگنے چلا جاتا ہے حاتم کے ماتھے پر تب بھی شکن نہ پڑتی اور اس نے دست سخاوت پھر بھی نہ کھینچا۔ واقعہ تاریخی اعتبار سے صحیح ہے یا غلط اس پر بحث مقصود نہیں وہ اس لیے کہ یہ آپ کے اسٹیج سے آپ کے اپنے عالم دین نے بیان کیا ہے اس لیے اسکو صحیح ماننا پڑے گا اب آپ یہ بتائیں کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ کسی مخلوق میں کوئی آپ کے نبی ﷺ سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا اگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ حاتم طائی کی اس سخاوت کے واقعہ سے بڑھ کر اپنے نبی ﷺ کی سخاوت کا کوئی واقعہ بیان کریں ورنہ تسلیم کریں کہ حاتم طائی آپ کے نبی ﷺ سے بھی بڑھ کر سخی تھا۔

میں نے کہا کہ حاتم طائی کے واقعہ سے اگر کوئی یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ وہ بے حد سخی تھا اور بڑا دیالو تھا تو وہ اس کی کم فہمی ہے اس واقعہ سے تو اسکی کنجوسی اور کم ہمتی ثابت ہوتی ہے ایک سائل آتا ہے سوال کرتا ہے حاتم اسے دیتا ہے لیکن سائل کی جھولی نہیں بھرتی یعنی سائل کی مراد پوری نہیں ہوتی اس کی طلب ختم نہیں ہوتی وہ دوبارہ جھولی پھیلاتا ہے حاتم اسے پھر کچھ دیتا ہے لیکن اب بھی اس نے اتنا کم دیا ہے کہ سائل دوبارہ سوال کرنے پر مجبور ہے حاتم بار بار دیتا ہے سائل کی طلب باقی رہتی ہے وہ بار بار لوٹ کر آتا ہے یہ کیسی سخاوت ہے درحقیقت یہ تو کنجوسی ہوئی۔ اگر سخاوت دیکھنا ہے تو آؤ میرے آقا ﷺ کی سخاوت دیکھو تہجد کا وقت ہے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ سرکار دوعالم ﷺ کے جانثار صحابی سرکار دوعالم ﷺ کو وضو کروا رہے ہیں سرکار ﷺ ان کی خدمت پر خوش ہوتے ہیں دریائے رحمت جوش میں آتا ہے سرکار دوعالم ﷺ فرماتے ہیں **سل ربیعہ** اے ربیعہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ حضرت ربیعہ عرض کرتے ہیں **اسئلک مرافقتک فی الجنة یا رسول الله** ﷺ میں جنت میں آپ ﷺ سے آپ کی رفاقت طلب کرتا ہوں۔ سرکار فرماتے ہیں یہ تو ہم نے تمہیں عطا کر دیا تیرا سوال پورا ہوا اس کے علاوہ کوئی اور طلب ہو تو مانگ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں **ھکذٰ یا رسول الله** ﷺ اللہ کے رسول ﷺ میرے لیے سب کچھ ہیں۔

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر ۔۔۔ اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

یارسول اللہ ﷺ جب آپ مل گئے تو اور کیا چاہیے سرکار فرماتے ہیں **او غیر ذالک ربیعه** اے ربیعہ کچھ اور مانگ لے۔ یارسول اللہ ﷺ بس یہی کافی ہے دامن طلب میں اب بھلا کس شے کی کمی ہے ذرا دیکھو اُس کی طرف وہ سائل ہے جو بار بار آتا ہے اور حاتم سے سوال کرتا ہے ایک یہ داتا ہیں جو سائل سے بار بار کہتے ہیں کہ کچھ مانگ لو تو اب تم خود فیصلہ کرو کہ کون زیادہ سخی ہے؟۔ یہ جواب سن کر وہ ہندولڑکی مسلمان ہوگئی اور اسٹیج پر موجود علماء حیران و ششدر رہ گئے کہ اتنا مکمل جواب اس نوجوان نے دیدیا۔

صاحبزادہ سید حامد سید کاظمی (وفاقی وزیر مذہبی امور) مدظلہ العالی فرماتے ہیں! میں نے یہ واقعہ خود اباجی (غزالی زماں) قبلہ کی زبانی سنا فرمایا دوران تقریر ایک پرچہ آیا جس میں عورت کے پردے کے بارے میں سوال تھا اور ضمناً یہ بھی ذکر تھا کہ علامہ اقبال اس بارے میں ذرا روشن خیال واقعہ ہوئے ہیں اور عورتوں کے لیے پردہ لازمی خیال نہیں کرتے میں نے پرچہ پڑھ کر لوگوں کو بتایا کہ سوال کرنے والے نے پوچھا ہے کہ عورت کے لیے پردہ کی شرعی حیثیت کیا ہے بات دراصل یہ ہے کہ فقہ کا ایک مسئلہ ہے کہ ''ستر عورت فرض ہے'' کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کے جسم میں کچھ حصہ وہ ہے جس کا چھپانا فرض ہے اگر اس حصے کو نہ ڈھانپا جائے تو نماز نہیں ہوتی مرد کے جسم کا جو حصہ ستر عورت کہلاتا ہے اسکو ڈھانپنا فرض ہے تو جو مجسم عورت ہو اس کو چھپانا فرض ہوگا یا نہیں؟ اور ایک بات سمجھتے چلو اگر کوئی شخص اپنی عورت یعنی اپنی بیوی کو چھپانا اور پردہ کروانا ضروری خیال نہیں کرتا اور سمجھتا ہے کہ پردہ غیر ضروری چیز ہے تو اسے چاہیے کہ اپنی بیوی سے پہلے اپنی عورت یعنی اپنے جسم کا وہ حصہ جسے عورت کہتے ہیں اسے بے حجاب (بے پردہ) کرے۔ اباجی قبلہ نے فرمایا جب میں نے اس مسئلہ کو یوں بیان کیا تو حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کھل کر مسکرائے اور مجھے داد دی

اور تقریب کے اختتام پر مجھے تھپکی دیتے ہوئے کہا "برخوردار لگتا ہے بہت نام پیدا کرو گے"۔

حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ خیبر میں صہباء کے مقام پر سید دو عالم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے تھے اور حضور ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ سورج غروب ہو گیا اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے ابھی عصر کی نماز نہ پڑھی تھی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اے پیارے علی کیا ابھی نماز نہیں پڑھی حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں تو رسول خدا ﷺ نے دعا کی یا اللہ پیارے علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے لہذا سورج کو واپس لوٹا دے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو دیکھا کہ سورج غروب ہو چکا تھا پھر سورج واپس آیا زمین اور پہاڑوں پر دھوپ چمکی۔

کسی نے مجھ سے کہا کہ بھئی تم نے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھا دیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک نماز قضاء ہوئی تو حضور ﷺ نے سورج واپس کر دیا مگر خود حضور ﷺ کی نماز قضا ہو گئی تو سورج واپس نہیں آیا کیونکہ غزوہ خندق کے موقع پر حضور ﷺ کی کئی نمازیں قضاء ہو گئی تو حضور ﷺ کی قضاء نماز کے لیے سورج واپس نہیں آیا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک نماز قضاء ہو گئی تو سورج واپس آ گیا بھئی یہ کیا بات ہوئی تم نے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم ﷺ سے بڑھا دیا۔

میں نے کہا کہ یہ بات نہیں ہے کیوں کہ غلاموں کا جو کمال ہوتا ہے وہ غلاموں کا نہیں ہوتا بلکہ آقاؤں کا ہوتا ہے مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ غلام ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے، اُن کی قضاء نماز کے لیے سورج کا واپس آنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کمال نہیں بلکہ آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا کمال ہے۔ رہا یہ سوال کہ حضور ﷺ کی قضاء نماز کے لیے سورج واپس کیوں نہیں آیا؟ تو اس کی وجہ یہ تھی کہ تمام قیامت تک آنے والے مومنوں کے لیے اسوہ حسنہ حضور ﷺ ہیں قرآن کہتا ہے! **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ** (پ۲۱ سورۃ الاحزاب) اگر حضور ﷺ کی قضاء نماز کے لیے ڈوبا ہوا سورج واپس آ جاتا تو قیامت تک کے مسلمانوں کی قضاء نماز کے لیے سورج واپس آتا اور یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف ہوتا۔

راقم نے اس مختصر سے مقالہ میں حضرت غزالی زماں کے علمی اور روحانی پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ مجھے اپنی کم علمی کا پورا پورا احساس ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت غزالی زماں جیسی ہمہ جہت شخصیت کو بھرپور انداز میں عوام الناس کے سامنے لایا جائے بالخصوص نوجوان نسل کو ایسے نابغہ روزگار کی زندگی کے ہر پہلو سے روشناس کرانا ضروری ہے تا کہ الحاد و بے دینی کی فضاء جو مملکت خداداد پاکستان میں اپنے پنجے مضبوط کر رہی ہے سے اپنی قوم کو بچایا جا سکے۔ میں نہایت ہی شکر گزار ہوں فاضل نوجوان جناب محمد جمیل الرحمٰن سعیدی صاحب کا جو حضرت غزالی زماں علیہ الرحمہ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر ایک ضخیم کتاب ترتیب دے رہے ہیں جو کم و بیش ۴ جلدوں پر مشتمل ہو گی اللہ کریم آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین!

ماخذ ۱) نور نور چہرے (تذکرہ ابرار ملت) از مولانا عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ

۲) حیات غزالی زماں از حافظ محمد امانت علی سعیدی

۳) مقالات سعیدی از علامہ غلام رسول سعیدی

۴) (سہ ماہی) افکار رضا ممبئی انڈیا جنوری تا مارچ ۲۰۰۵ء

☆☆☆

جدید سائنس قرآن حکیم کی مرہونِ منت

(محترمہ فرحانہ ندیم)......بشکریہ روزنامہ خبریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن حکیم وہ کلام ہے جسے آج سے تقریباً ۱۴۰۰ سال پیشتر آقائے نامدار خاتم النبین حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمایا گیا۔اس کا موجودہ سائنس سے مکمل رشتہ ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ سائنس کے بنیادی فارمولے اور بنیادی نظریات قرآن مجید ہی میں رکھ دیئے گئے تھے۔جس کو آج کا سائنس دان سخت محنت کے بعد صحیح تسلیم کر رہا ہے۔لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ سائنس قرآن کی مرہون منت ہے۔قرآن حکیم ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں انسان کے لئے پیدائش سے لے کر موت تک کا درس موجود ہے اور کسی پہلو کو چھوڑا نہیں گیا۔اس میں عبادت بھی ہے، نصیحت بھی، سلوک بھی ہے۔انتظام بھی، نیکی اور بدی کی تمیز بھی، اخوت اور مساوات بھی ہے، جزا اور سزا بھی، جو کہ انسانیت کے لئے راہنمائی کا سرچشمہ ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جن باتوں کو آج کے سائنسدانوں نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے دریافت کیا ہے، کیا قرآن مجید میں اس کا پہلے سے نہایت ہی آسان اور حکیمانہ انداز میں بیان ہے یا نہیں؟اس کے لئے چند ثبوت درج ذیل ہیں۔

قرآن حکیم میں ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ "بے شک تم پر مردہ جانور حرام کر دیا گیا ہے"۔سائنسی تجزیے کے مطابق خون میں کثیر مقدار میں ویرک ایسڈ ہوتا ہے جو ایک تیزابی مادہ ہونے کی وجہ سے زہریلی تاثیر رکھتا ہے، جسے غذا کے طور پر استعمال کرنا نہایت ہی مضر ہے۔

اسلام نے جانوروں کا ذبح کرنے کا خاص طریقہ بتایا ہے جو کہ تکبیر پڑھ کر شہ رگ کاٹ دی جاتی ہے لیکن گردن کی رگوں کو قائم رکھا جاتا ہے۔تا کہ دل و دماغ سے کچھ دیر تک رابطہ قائم رہے اور تمام کا تمام خون جسم سے خارج ہو جائے۔اگر اس کی بجائے دوسرے طریقے مثلاً چوٹ بیماری یا اعضائے رئیسہ پر صدمہ کی وجہ سے کوئی چیز مر جائے تو وہ مردہ کہلاتی ہے جس کے مرتے ہی تمام یورک ایسڈ جسم میں سرایت کر جاتا ہے اور سارا خون بھی منجمد ہوتا ہے اور گوشت زہریلا ہو جاتا ہے۔

اگر ہم سائنس کے بنیادی اصول کی طرف جائیں جس میں ہر چیز اپنی اصلیت کی طرف لوٹ جائے گی اور پھر اتنی پھیلی ہوئی کائنات جو کہ شروع میں موجود سورج کے حجم کا صرف چند گنا تھی دوبارہ اپنے اصل کی طرف لوٹ سکے تو اس سے قیامت آنے والی ہے جس میں ہر چیز اپنی موجودہ حالت کھو دے گی۔

فلکی طبیعات کے ماہرین نے کائنات میں پھیلے ہوئے مادے کا پورا حساب لگایا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ اگر ساری کائنات کو خلاء کے بغیر سمیٹ لیا جائے تو پوری کائنات سورج کے صرف 30 فیصد حجم کے برابر رہ جائے گی۔رب کریم نے ایسا ازل ہی سے فرما دیا تھا کہ

"اس (قیامت) کے دن ہم آسمان (کائنات) کو کاغذ کی طرح لپیٹ کر رکھ دیں گے" اس طرح اگر نسل انسانی کی افزائش کی طرف

دیکھیں، پھر قرآن مجید کی تعلیم اور سائنس کا موازنہ کیا جائے تو پوری میڈیکل سائنس اس کے گرد گھومتی نظر آتی ہے۔اللہ تعالیٰ اکڑے ہوئے انسان کو بار باراس کی اصلیت پر کہ تم کیا تھے اور کیا بنے پھرتے ہو۔اندازہ لگائیں کہ ایک دفعہ کے ملاپ سے سپرم کے اخراج میں لاکھوں تولیدی جرثومے ہوتے ہیں اور ہر ایک میں بارآور ہونے کی صلاحیت ہوتی ہے۔اگر تمام کے تمام بارآور ہوجائیں تو ایک وقت میں لاکھوں بچے جنم لیں گے لیکن یہ قانونِ فطرت کے خلاف ہے۔اس سے واضح ہوا کہ لاکھوں تولیدی جرثوموں میں سے چند ایک ہی بارآور ہوتے ہیں لیکن ہر بارآور ہونے والا جرثومہ علیحدہ انسان بناتا ہے۔

موت کی حقیقت کو سائنسدانوں نے اس طرح تسلیم کیا کہ آج بھی ایک چھ فٹ کے لمبے چوڑے انسانی جسم کے مادی ذرات کے درمیان سے خلاء نکال لی جائے تو باقی مادے کی بساط صرف ایک غیر مرئی دھبہ کی سی رہ جائے اور یہی حقیقت ہے۔

اگر زلزلوں کو دیکھا جائے تو یہ دنیا میں چھوٹی چھوٹی قیامتوں کا منظر پیش کرتے ہیں جو کہ زمین کے اندرونی حصے میں گرم ترین مادے کی وجہ سے پیش آتے ہیں۔یہ زلزلے ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ ہم ایک سرخ پگھلے ہوئے نہایت گرم مادے کے اوپر آباد ہیں جس سے صرف **50** کلومیٹر کی پتلی تہہ ہمیں علیحدہ کرتی ہے جو زمین کے مقابلے میں ویسی ہی ہے جیسے سیب کے اوپر باریک چھلکا۔جارج گیمو اپنی کتاب (بائیوگرافی آف ارتھ) میں لکھتے ہیں ''ہمارے آباد شہروں اور سمندروں کے نیچے ایک قدرتی جہنم دہک رہا ہے یا یوں کہیئے کہ ہم ایک دائنامیٹ کے اوپر کھڑے ہیں جو کسی وقت بھی سارے نظام ارضی کو تباہ و برباد کرسکتا ہے۔

اس سے ہمیں زمین کے اندر جہنم کا ثبوت ملتا ہے اور یہ بھی کہ ایک دن قیامت ضرور آئے گی۔ان واقعات سے آخرت سے پہلا حصہ تو یقیناً سمجھ میں آتا ہے لیکن اس میں دوسرا حصہ جس میں دوبارہ زندہ کئے جانے کی بات کافی پیچیدہ ہے۔لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار فرمایا ہے'' ہر شخص موت کے بعد دوبارہ زندہ اٹھایا جائے گا اور حساب کتاب ہوگا۔جس کے لئے ہر انسان کے ساتھ کراماً کاتبین موجود ہیں جو ان کی ویڈیو کیسٹ تیار کررہے ہیں جو ہر انسان کو حشر کے دن دکھائی جائے گی تو ہر انسان بے ساختہ پکار اٹھے گا کہ یہ کیسی کتاب ہے جس نے نہیں چھوڑی کوئی چیز چھوٹی نہ بڑی مگر سب کچھ درج کرلیا ہے۔

آخرت کا جز و بھی بعداز قیاس نہیں رہتا کہ جب سائنس یہ بتاتی ہے کہ ہمارے تمام اعمال خواہ وہ اندھیرے میں سرزد ہوئے ہوں یا اجالے میں، تنہائی میں مرتکب ہوئے ہوں یا مجموع میں، سب کے سب فضاء میں تصویری حالت میں موجود ہیں جنہیں کسی بھی وقت یکجا کر کے ہر شخص کا پورا کارنامہ حیات معلوم کیا جاسکتا ہے۔جبکہ ویڈیو کیمرے ہر چھوٹے بڑے کام کو ریکارڈ کرلیتے ہیں جو کئی گھنٹے پہلے کسی واقعہ یا حادثہ کو جس کا کوئی نام و نشان بھی نظر نہ آرہا ہو ریکارڈ کرسکتے ہیں اور اس کی مکمل تصویر بنا سکتے ہیں۔جو اس تحقیق پر عمل کرتے ہیں کہ ہر چیز ہر وقت حرارتی شعائیں خارج کرتی ہے جو کسی عمل کے ہونے کے کئی گھنٹے بعد تک وہاں موجود رہتی ہے۔جنہیں یہ کیمرے کیچ کر کے تصویر بنا لیتے ہیں۔ان کیمروں میں انفرا ریڈ شعائیں استعمال ہوتی ہیں جو اندھیرے اور اجالے میں ایک یکساں کام کرتی ہیں۔

☆☆☆

میری آواز

امریکی امداد ''تحفہ'' نہیں ہے......!

''امریکی وضاحت کی ایک اور نئی وضاحت ذلتوں اور رسوائیوں کی داستان''

تحریر:۔محمد احمد ترازی mahmedtarazi@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا جادو تھا جو سر چڑھ کر بول رہا تھا، وزیر محترم کا چہرہ جوش خطابت سے تمتما رہا تھا، سینیٹر جان کیری اور ہاورڈ برمن کے دستخطوں سے جاری ایک سیاسی بیان کے وہ وہ نقطے بیان ہو رہے تھے اور وہ وہ توضیحات پیش کی جارہی تھیں کہ جو خود امریکیوں کے بھی وہم و گمان میں نہ ہوں گی، حکومتی ارکان عش عش کر رہے تھے، خوشی میں سر دھن رہے تھے اور بے تابانہ انداز میں ڈیسکیں بجا رہے تھے، جبکہ محترم وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی صاحب کیری لوگر بل پر بحث سمیٹتے ہوئے وضاحتی بیان کی کاپی لہرا لہرا کر ارکین اسمبلی کو بتا رہے تھے کہ ہم نے امریکہ کو بتا دیا ہے کہ وہ اپنے طور طریقے بدلے کیونکہ آج پاکستان ایک جمہوری ملک ہے اور ہم سب پارلیمنٹ کو جوابدہ ہیں، کیری لوگر بل پر خدشات دور ہو گئے ہیں، امریکہ پاکستان کے معاملات میں مداخلت نہیں کرے گا، موصوف فرما رہے تھے کہ امریکہ نے کیری لوگر بل میں عائد شرائط کے بارے میں خدشات دور کرتے ہوئے پاکستان کے معاملات میں مداخلت نہ کرنے کا یقین دلایا ہے، وزیر موصوف نے وضاحتی بیان کی کاپی لہراتے ہوئے کہا، یہ وضاحتی بیان کیری لوگر بل کے ساتھ منسلک ہے، جواب قانون بن چکا ہے، اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ امریکہ پاکستان میں فوجی اور سویلین آپریشن کی مائیکرو مینجمنٹ نہیں کرے گا اور اس بل سے پاکستان کی خودمختاری، سلامتی اور جوہری پروگرام پر کوئی حرف نہیں آئے گا، اس قانون کے عوض ہم نے پاکستان کی خودمختاری اور سلامتی پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا، ان کے بقول کیری لوگر بل میں پاکستانی حکومت پر کوئی شرائط عائد نہیں کی گئیں، بلکہ اس قانون کے تحت پاکستان کو دی جانے والی امداد کے بارے میں امریکی حکومت، امریکی کانگریس کے روبرو جوابدہ ہو گی جبکہ یہ امداد سکولوں، صحت، سڑکوں، جیسے ترقیاتی کاموں کے انفراسٹرکچر اور غربت کے خاتمہ کیلئے بروئے کار لائی جائیگی جو پاکستان کے کسی مخصوص علاقے میں نہیں بلکہ پورے ملک میں استعمال ہوگی، وزیر خارجہ کے لبوں سے نکلتے ہوئے تند تیز الفاظوں کے تھپیڑے اور منہ زور طوفانی لہروں کے آگے ساکت و جامد، بے بس اور مبہوت تماشائی بنی اپوزیشن اُس وقت جاگی جب ڈپٹی اسپیکر نے اسمبلی اجلاس غیر معینہ مدت کیلئے ملتوی کرنے کا اعلان کیا، یہی حال سینٹ کا تھا، پوری قوم دانتوں میں انگلی دابے حیران و پریشان کھڑی سوچ رہی تھی کہ کہاں ہے اُس کی امنگوں کی ترجمان، وہ پارلیمنٹ، جس کی Supermacy اور Sovereignty کے دعوے کئے جاتے ہیں اور جس نے قومی جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے لوگر بل پر حتمی فیصلہ دینا تھا، مگر نہ تو کوئی قرارداد پیش ہوئی اور نہ ہی کوئی رائے

شماری کرائی گئی بلکہ وزیر موصوف کی تقریر سے سرشار اپوزیشن شیم شیم اور کیری لوگر بل نامنظور، نامنظور کے نعرے لگاتی سر جھکائے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوگئی۔

حقیقت یہی ہے اور صدیوں کا تجربہ اور دانشوری بھی کہتی ہے کہ ہے فکرِ اغیار کے اسیر اور بیرونی امداد کی آکسیجن کے سہارے زندہ رہنے والے کاسہ لیسوں کے رنگ ڈھنگ اور انداز ایسے ہی ہوتے ہیں، جب خوئے غلامی انسان کے رگ وپے میں سرایت کر جائے اور بیرونی امداد کا نشہ انسان کے دل ودماغ پر چھا جائے تو تائید وحمایت کا جادو سر چڑھ کر ہی بولتا ہے، قومی غیرت وحمیت، سلامتی وخودمختاری کے لٹنے کا احساس زیاں جاتا رہتا ہے، نہ ماتھے پر ندامت کا پسینہ ہوتا ہے اور نہ ہی چہرے پر شرمندگی کے آثار نظر آتے ہیں، بلکہ کمال ڈھٹائی سے قوم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور دھوکہ دینے کیلئے غلامی کی دستاویز کو ترقی وخوشحالی کا منبع قرار دیتے ہوئے تعریف وتوصیف کے ڈونگرے برسائے جاتے ہیں، وہ وہ معنی ومطلب کشید کئے جاتے ہیں کہ خود اس دستاویز کے خالق حیران وششدر رہ جاتے ہیں اور ایوان نمائندگان وسینیٹ کی امور خارجہ کمیٹیوں کے ترجمان مسزلن وائل اور فریڈ جونز امریکی وضاحت کی ایک اور نئی وضاحت جاری کرتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ "کیری لوگر بل اپنی تمام تر متن، شقوں اور شرائط کے ساتھ مسلمہ امریکی قانون کا درجہ رکھتا ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے، وضاحتی بیان محض تشریح ہے جسے قانون کا حصہ نہیں سمجھنا چاہیے۔" یہی وہ بات ہے جو امریکی نمائندگان پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ کانگریس کے وضاحتی بیان کا مقصد بل کی درست تعبیر وتشریح اور اُس پر اُس کی روح کے مطابق عمل درآمد ہے، جبکہ امریکی مبصرین کے نزدیک بھی کیری لوگر بل کے سلسلے میں وضاحتی بیان ایک ایسی رسمی کاروائی ہے جس کے تحت قابل اعتراض شرائط کو ختم کرنے کے بجائے یہ کہہ کر برقرار رکھا گیا ہے کہ ان کی صحیح تشریح نہیں ہوسکی، لیکن امریکی وضاحت کی وضاحت کے بعد بھی وزیر خارجہ کا کیری لوگر بل کو تاریخی دستاویز اور پاکستان کی ترقی وخوشحالی کا کیلئے ضروری قرار دینا حیرت ناک بات ہے، یہی وہ خوش فہمی اور خود فریبی کی اسیری ہے جس میں مبتلا ہمارے ارباب اقتدار اپنی قوم کو آرزوؤں اور تمناؤں کے کبھی نہ ختم ہونے والے سرابوں میں دھکیل کر امریکی غلامی کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔

جبکہ کیری لوگر بل کے ساتھ شامل کئے گئے وضاحتی بیان کی وضاحت سے یہ بات بالکل واضح ہو کر سامنے آگئی ہے کہ اس بل میں عائد شرائط کے اثرات ختم یا کم نہیں ہوئے، خود امریکی خارجہ امور کمیٹی کے بقول متذکرہ وضاحتی بیان کیری لوگر قانون کا حصہ نہیں ہے، جبکہ ہمارے سینئر سرکاری عہدیداران، قانونی وآئینی ماہرین، سابق سفارت کاروں اور میڈیا کی جانب سے بھی اسی رائے کا اظہار کر کیا جارہا ہے کہ وضاحتی بیان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے اور نہ ہی متذکرہ وضاحتی نوٹ سے کیری لوگر بل کے تحت کی جانے والی قانون سازی متاثر ہوگی، اس لئے یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ محض اس وضاحتی بیان کی بنیاد پر جس میں پاکستان پر عائد کی جانے والی شرائط کو چھیڑا تک نہیں گیا اور جس میں صرف امریکہ پاکستان سٹریٹجک پارٹنرشپ کو مستحکم بنانے کا رسمی اعلان کیا گیا ہے، جبکہ یہ پارٹنرشپ بھی امریکہ کے اپنے مفاد میں ہے، وزیر خارجہ کس بنیاد پر یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ کیری لوگر بل کے ذریعہ پاکستان کی آزادی اور خودمختاری پر کوئی زد نہیں پڑیگی، اصل بات یہ ہے کہ کاسہ گدائی لے کر خود ہی اپنی عزت پامال کرنے والے اگر دوسروں سے عزت واحترام کی توقع کریں تو یہ ایک مضحکہ خیز بات ہوگی، آج کی دنیا میں طاقتور ممالک کسی کمزور ملک کی مدد ومعاونت صرف اور صرف اپنے مقاصد اور مفادات کیلئے کرتے ہیں، کیری لوگر بل کی آڑ میں امریکہ کے بھی اپنے مفادات ہیں، جس کا اظہار ایوان نمائندگان کی جنوبی ایشیاء سے متعلق ایک ذیلی کمیٹی کے چیئرمین گیری ایکرمین کے اُس بیان سے ہوتا ہے جس میں ان کا کہنا ہے کہ "اسلام آباد کو دی

جانے والی مجوزہ امداد ''تحفہ'' نہیں، ایک خاص معاملے پر اشتراک عمل ہے جس کے مطلوبہ نتائج کا حصول یقینی بنانا ضروری ہے۔''

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جذباتی تقریریں اور الفاظ کی جادوگری نہ تو حقیقت حال کو چھپا سکتی ہے اور نہ حقائق کے رخ روشن پر پردہ نہیں ڈال سکتی، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ قومی اسمبلی میں جوش خطابت کے جوہر دکھانے کے بجائے وزیر خارجہ قوم کے ذہنوں میں اٹھنے والے ان سوالوں کے جواب دیتے کہ کیا کیری لوگر بل کی شرائط میں کوئی تبدیلی ہوئی یا نہیں؟ کیا اب امداد کیلئے پاکستان کو امریکی صدر اور اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ سے نیک چلنی کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ وضاحتی بیان کانگریس کے منظور کردہ بل کی شرائط کو منسوخ کرتا ہے اور بل پر حاوی ہے یا نہیں؟ تو زیادہ بہتر ہوتا، لیکن اصل حقائق کو سامنے لانے اور اس پر گفتگو کرنے کے بجائے وزیر خارجہ نے قومی اسمبلی کے روبرو اپنی جذباتی تقریر میں ارکان اسمبلی کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ متذکرہ بل میں امریکہ نے پاکستان کو سٹریٹجک پارٹنر تسلیم کیا ہے، اسکی ماتحت کی حیثیت ہرگز نہیں، انہوں نے جذبات ابھارنے کیلئے یہ اعلان بھی کیا کہ ہمارا اقتدار رہے نہ رہے اور حکومت رہے نہ رہے، ہم پاکستان کے سٹریٹجک اثاثوں پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے، جبکہ کیری لوگر بل میں موجود شرائط پر بالخصوص ملک کے عسکری حلقوں کی جانب سے جن تحفظات کا اظہار کیا گیا ہے، اس کے مطابق متذکرہ شرائط تسلیم کرنے کی صورت میں ملک کے سٹریٹجک اثاثوں پر ہی زد پڑیگی، وزیر خزانہ شوکت ترین نے بھی جن کی وزارت کے ذریعے کیری لوگر بل کے تحت ملنے والی امداد بروئے کار لائی جانی ہے، اپنے تحفظات میں اسی امر کی نشاندہی کی ہے کہ اس امداد کے عوض پاکستان کو خود کو دہشت گرد ریاست تسلیم کرنا پڑیگا اور اس صورت میں امریکہ کسی بھی وقت پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کو دہشت گردوں کے ہاتھوں غیر محفوظ قرار دے کر ان کی حفاظت کی آڑ میں ان پر قبضہ جما سکتا ہے اور ہمیں جوہری صلاحیتوں سے محروم کرسکتا ہے، ملک کی آزادی اور خودمختاری پر اس سے بڑی زد اور کیا ہوگی، جبکہ امریکی امداد کی مانیٹرنگ کے نام پر پاکستان میں تعینات امریکی انسپکٹر جنرل ہمارے ایٹمی اثاثوں تک رسائی کا کوئی موقع بھی کیوں ہاتھ سے جانے دیں گے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اس وقت کیری لوگر بل میں وہ تمام شرائط اور شقیں بدستور اپنی جگہ جوں کی توں موجود ہیں جن پر ملک کی عسکری قیادت اور خود حکومتی حلقے اپنے تحفظات کا اظہار کرچکے ہیں، خود وزیر خارجہ کے ایک اہم حکومتی ساتھی وفاقی وزیر خزانہ شوکت ترین بھی اس بل کی بعض شقوں پر اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے نشاندہی کرچکے ہیں کہ اس بل کی ایک شق کے تحت پاکستان کو تسلیم کرنا ہوگا کہ وہ ایک دہشت گرد ریاست ہے جبکہ اس بل کی بنیاد پر پاکستان کو دی جانے والی امریکی امداد کی مانیٹرنگ کیلئے امریکی انسپکٹر جنرل پاکستان میں تعینات کیا جائیگا، لیکن اس کے باوجود وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی کا یہ کہنا ہے کہ یہ بل ہماری آزادی اور خودمختاری کو تسلیم کرتا ہے، قوم آنکھوں میں دھول جھونکنے اور دھوکہ دینے کے مترادف ہے، سچی بات ہے کہ ذلتوں اور رسوائیوں کا جو سفر نائن الیون کے بعد سے شروع ہوا تھا، کیری لوگر بل اُسی سفر کا صرف ایک حصہ ہے، امریکہ اور اس کے حواری پاکستان کی عزت، غیرت اور سلامتی پر مسلسل حملے کررہے ہیں اور تشویشناک بات یہ ہے کہ پاکستان کی سلامتی پر ہونے والے اِن حملوں میں پاکستانی خزانے سے بڑی بڑی تنخواہیں اور مراعات لینے والے لوگ برابر کے شریک نظر آتے ہیں، کیا یہ حیرتناک بات نہیں ہے کہ پاکستان میں ہر ذی شعور فرد کیری لوگر بل کی مخالفت کررہا ہے، لیکن اس کے باوجود حکومت اسے ہر حال میں قبول کرنے کو تیار ہے، حالات کا تقاضہ ہے کہ ڈیڑھ ارب ڈالر سالانہ کی امریکی بھیک کیلئے پاپڑ بیلنے اور کیری لوگر بل کی شرمناک شرائط پر عمل کرنے کے بجائے ارباب اقتدار ملکی و قومی مفادات کو ترجیح دیتے ہوئے اپنے وسائل پر بھروسہ کرتے کیونکہ یہی ہمارے قومی مفاد اور قومی غیرت کا تقاضہ تھا۔

ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں............ ﴿اے ایم۔انصاری شکر گڑھ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" اے (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے بندے جب میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتادو کہ میں ان کے قریب ہوں۔ جب پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی ہر پکار سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔" (بقرۃ ۱۸۶)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ" میں ہر سائل کی دعا سنتا ہوں اور اس کا جواب دیتا ہوں"............لیکن یہاں اس کل جگ (برے زمانہ) میں عملی طور پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا عملی طور پر (الا ماشاء اللہ) مظاہرہ نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی کوئی بات نہیں سنتا، کوئی جواب نہیں دیتا، ہماری کوئی دعا مستجاب نہیں ہوتی۔ہم نمازیں پڑھتے ہیں اور ہر نماز میں اپنی بہتری و بھلائی کے لئے دعائیں مانگتے ہیں، لیکن ہماری کوئی دعا قبول نہیں ہوتی، کوئی پکار سنی نہیں جاتی۔ایسا کیوں ہے؟

اللہ تعالیٰ یقیناً اپنے بندوں کی پکار سنتا ہے۔ان کی دعائیں قبول کرتا ہے۔لیکن ان انسانوں کی جو نیک عمل کرنے والے ہوں، برائیوں سے بچنے والے اور رزق حلال کمانے والے اور کھانے والے ہوں۔صدق مقال، رزق حلال، گناہوں سے اجتناب کی روش اختیار کرنے والے لوگ جو دعا مانگتے ہیں پوری ہوتی ہے۔جبکہ فریب و فراڈ کرنے والے، غلط روشوں پر چلنے ولے، حرام کی کمائی کھانے والے ہرگز مستجاب الدعوات نہیں بن سکتے۔مندرجہ بالا باتوں کے پیش نظر اگر ہم موجودہ اپنی معاشرتی زندگی پر غور کریں، اپنے اعمال و حرکات کا جائزہ لیں تو دعائیں قبول نہ ہونے کی وجہ معلوم ہو جائے گی۔آج ہمارے اعمال درست نہیں ہیں۔ہم صرف نام کے مسلمان ہیں، عملی سطح پر مذہب سے بیگانہ، اسلامی اقدار سے دور، فرمان رسول ﷺ سے برگشتہ اور احکام خداوندی سے منحرف ہیں۔اسلام ہمیں حق سچ، عدل و انصاف اور محنت کوشش سے رزق حلال کمانے کا درس دیتا ہے۔لیکن ہم نے ان اسلامی شعائر کو، ستودہ قدروں کو، اسوہ حسنہ کو نیسان کی نذر کر دیا ہے۔ہم صرف زبانی کلامی اسلام، اسلام کا نعرہ لگاتے ہیں لیکن عملی سطح پر قرآن وسنت سے کوسوں دور، بیگانہ و الگ ہیں۔ہماری زندگی کے ہر شعبے میں بدعملی اور کرپشن ہے۔بالخصوص ہمارے ذرائع آمدن ناجائز ہیں۔ہوس زر کے زیر اثر ہم بن محنت کئے بہت جلد راتوں رات امیر بننے کے خواب دیکھتے ہیں اور پھر ان خوابوں کو پورا کرنے کے لئے چوری، ڈاکے، فریب، فراڈ جیسے ناجائز ذرائع سے دولت (رزق) حاصل کرتے ہیں اور یہ ناجائز ہے ذرائع سے دولت جمع کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے، جو سراسر بری بات ہے، گناہ اور جرم ہے۔اسلام میں رزق حلال کی بڑی اہمیت ہے۔رزق حلال کی تلاش ایک بڑی نیکی وعبادت ہے اسلام حرام کمائی کے ہر ذریعے کو ختم کرنے کا حکم دیتا ہے اور صاف صاف اعلان کرتا ہے کہ رزق حرام میں قطعی خیر و برکت نہیں۔غلط طریقے سے۔ناجائز ذرائع سے رزق حاصل کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ کوئی دعا قبول نہیں فرماتا۔حدیث پاک میں ہے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ" میرے لئے یہ دعا فرما دیجئے کہ میں مقبول الدعا بن جاؤں، جو دعا کروں قبول ہو جائے"......آپ ﷺ نے فرمایا" اے سعد اپنا کھانا حلال اور پاک بناؤ مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے" پھر فرمایا" بندہ جب اپنے پیٹ میں حرام لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا"

ان احادیث مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ناجائز ذرائع آمدن اور حرام کمائی کی وجہ سے ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔اگر ہم خلوص دل سے معاشرتی زندگی کے ہر پہلو میں راست بازی کو اپنائیں، قرآن وسنت کے مطابق عمل کریں، اپنے ذرائع آمدن کو جائز بنائیں، رزق حلال کمائیں اور کھائیں تو ہماری دعائیں یقیناً قبول ہوں گی۔ہمیں ایک اچھی کامیاب اور پرسکون زندگی حاصل ہو جائے گی۔اس دنیا میں کامیاب اور آخرت میں بھی خوشحال۔

Monthly Mujallah **AL-HAQIQA** November 2009
Reg.No. C.P.L.169

خوشخبری

الحقیقہ کا ضخیم و دیدہ زیب

ختم نبوت نمبر

عنقریب شائع ہو رہا ہے

منجانب

ادارہ الحقیقہ نقشِ لاثانی نگر شکر گڑھ

Ph:0542-451997, Cell: 0300-7766223